رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸

THE ALHAKAM WEEKLY, QADIAN,

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بلند تر محکم افتاد (الہام مسیح موعودؑ)

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا مشہور و معروف اخبار جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا ایک بازو قرار دیا

الحکم

دورِ جدید

بیا در بزم مستاں تا بہ بینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

چہ گویم با تو گر آئی بہ ما در قادیاں بینی
دوا بینی، شفا بینی۔ غرض دارالاماں بینی

مدیر اعلیٰ
شیخ یعقوب علی
تراب احمدی عرفانی

مدیر مسئول
شیخ محمود احمد
عرفانی مجاہد مصری

چندہ سالانہ
والیان ریاست سے مار
امراء و رؤساء سے صہ ر
معاونین سے عـہ ر
عوام سے صمہ ر
ممالک غیر سے ۱۲ر

مدینۃ المسیح
قادیان دار الامان سے ہر انگریزی ماہ کی ۷ر ۱۴ر ۲۱ر ۲۸ر تاریخ کو خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ شائع ہوتا ہے۔

جلد ۳۷ قادیان ۲۹ر شعبان ۱۳۵۳ھ مطابق ۷ر دسمبر ۱۹۳۴ء یوم جمعۃ المبارک نمبر ۴۴

دارالامان کا ہفتہ

معذرت

چونکہ الحکم ۱۲ر نومبر کو دو ہفتوں کا نکلا تھا اسلئے ۱۲ر تاریخ سے لے کر آج تک بہت سے اہم امور گزر رہے اور "دارالامان کے ہفتہ" کے کالم میں اس قدر گنجائش نہیں کہ سب کو ترتیب وار شائع کر سکے اسلئے چند موٹی موٹی خبریں درج کی جاتی ہیں۔

حضرت اقدس کو اکثر درد کی تکلیف رہی۔ مگر باوجود اسکے پوری توجہ سے سلسلہ کے تمام امور مہمہ کو سرانجام دیتے رہے۔ حتیٰ کہ گذشتہ جمعہ کو ۳۰ر نومبر کو تھا باوجود ڈاکٹر کے منع کرنے کے آپ ساڑھے بارہ بجے تشریف لے آئے اور اسی وقت خطبہ کے لئے کھڑے ہو گئے۔ مفصل خطبہ فرما کر قوم سے جو مطالبات حضور فرما رہے تھے ان کو اس خطبہ پر مکمل فرما دیا۔ اور اب وہ مطالبات جو قوم سے کئے گئے ہیں۔ ان کی تعداد انیس ۱۹ تک پہنچ گئی۔ زندہ اور باخدا جماعت کا فرض ہے کہ وہ ان انیس مطالبات کا جواب اپنے عمل سے دے۔

اس دفعہ بھی نماز جمعہ اور عصر جمع فرمائی۔ اسی جمعہ میں حضور نے اپنے سفر لاہور کا اعلان فرمایا جو دو تین دن کیلئے تھا۔ اپنے پیچھے حضرت مولوی شیر علی صاحب قبلہ کو امیر جماعت احمدیہ قادیان مقرر فرمایا۔

یکم دسمبر کو حضور بذریعہ موٹر لاہور تشریف لے گئے

(رافعتہ السلامہ)

جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کی واپسی

سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر دعوت و تبلیغ سلسلہ کی طرف سے جماعتہائے کشمیر کی تعلیم و تربیت کے لئے چند ماہ سے حضرت اقدس کے منشاء کے ماتحت قیام پذیر تھے اس خدمت کو آپ نے نہایت حسن و خوبی سے سرانجام دیا۔ جس کا پتہ جماعت کشمیر کے اس ایڈریس سے ملتا ہے۔ جو انہوں نے شاہ صاحب کی خدمت میں پیش کیا۔

احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن کا جلسہ

۱۸ر نومبر کی شب کو احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن کا جلسہ زیر صدارت شیخ بشیر احمد صاحب بی۔ اے ایڈووکیٹ ہائی کورٹ لاہور مسجد اقصیٰ میں ہوا۔ قرآن شریف اور نظم کے بعد چودھری ظہور احمد صاحب سیکرٹری احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن نے قواعد و ضوابط پڑھ کر سنائے۔ اس کے بعد خاکسار محمود احمد عرفانی نے ایک تقریر کی جس میں نوجوانوں میں قربانی۔ ایثار۔ نظام۔ اطاعت وغیرہ امور کی طرف توجہ دلائی۔

اس کے بعد جناب صدر نے ایک لطیف اور دلچسپ تقریر فرمائی۔ آخر میں مولوی عبدالرحمان صاحب مولوی فاضل پریذیڈنٹ ینگ مین ایسوسی ایشن نے مقرر اور صدر کا شکریہ ادا کیا

مشترکہ پلیٹ فارم

مشترکہ پلیٹ فارم کی اطلاع پہلے بھی الحکم میں شائع ہو چکی ہے۔ اس غرض کے لئے گیانی ہری سنگھ صاحب حضرت اقدس کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے تھے۔ حضور نے بھی اس تجویز کو پسند فرماتے ہوئے فرمایا کہ یہ تجویز تو ہماری ہے لوکل انجمن سے اجازت لے کر کام شروع کر دیا جائے۔ چنانچہ لوکل انجمن سے بھی اس غرض کے لئے اجازت لیگئی اور پھر ۱۲ر نومبر کو ایک جلسہ زیر صدارت جناب چودھری فتح محمد صاحب ایم۔ اے الحکم آفس میں منعقد ہوا جس میں بہت کچھ تبادلہ خیالات کے بعد یہ فیصلہ ہوا کہ کام کو شروع کرنے کے لئے خاکسار شیخ محمود احمد عرفانی کو اس کا سکرٹری مقرر کر دیا جائے۔ اُمید ہے کہ جلد اس سے آگے بھی قدم اٹھایا جائے گا۔

سیرت النبی کا جلسہ

۲۶ر نومبر کو قادیان میں سیرت النبی کا شاندار جلسہ ہوا جسکی تفصیل اندر صٹ پر دیکھیے۔

شیخ مبارک احمد صاحب نیروبی پہنچ گئے

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مبلغ شیخ مبارک احمد صاحب مولوی فاضل ۲۷ر نومبر کو بخیریت نیروبی پہنچنے کا تار آ گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو کامیاب فرمائے

شیخ مظہر حسین صاحب کی وفات

شیخ مظہر حسین صاحب جو ایک مخلص نوجوان قادیان کے تعلیم یافتہ اور مولوی ظہور حسین صاحب مبلغ کے بھائی تھے ۱۷ر نومبر کو اپنی جائے ملازمت پر فوت ہو گئے۔ آپ کا جنازہ مولوی شیر علی صاحب نے ...... پڑھایا اور مقبرہ بہشتی میں دفن ہوئے آپ چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ گئے ہیں۔ اللہ ان کا حافظ و ناصر ہو پسماندگان کو صبر جمیل دے اور ان کی مغفرت فرمائے۔

الحکم :۔ اس صدمہ میں ہم کو مولانا ظہور حسین صاحب اور دیگر پسماندگان سے دلی ہمدردی ہے۔

سید محمد اشرف صاحب کے لڑکے کا نکاح و رخصتانہ

سید محمد اشرف صاحب سے سلسلہ کے اکثر احباب واقف ہیں نومبر کے آخری ہفتہ میں وہ اپنے صاحبزادے سید محمد احمد کی برات لے کر قادیان تشریف لائے۔ اور چونکہ اسدن حضرت کی طبیعت ناساز تھی اسلئے کوٹھی دارالحمد میں ان کو یہ عزت نصیب ہوئی کہ حضرت نے انکے بیٹے کا نکاح وہاں پڑھا۔ دوسرے دن وہ رخصتانہ لے کر واپس لاہور چلے گئے۔ یہ نکاح ان کے بھائی سید غلام دستگیر مرحوم کی لڑکی صفیہ بیگم سے ایک ہزار روپیہ مہر پر ہوا۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔ آمین

انصار الحکم کا اپنا صفحہ

مقدمہ سالار

یہ خبر مسرت اور خوشی سے سُنی جائیگی کہ جو مقدمہ حضرت والد صاحب بحیثیت ایڈیٹر و مالک اخبار سالار بمبئی میں نواب لشکر خان صاحب کی طرف سے چل رہا تھا۔ اور جس کی وجہ سے ان کو بمبئی جانا پڑا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۲۳ر نومبر کو خارج ہو گیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

دفتر الحکم کا ایک ضروری اعلان

گزشتہ پرچہ میں میں نے اعلان کیا تھا کہ الحکم کا کاغذ چونکہ وقت پر نہیں پہنچا تھا۔ اسلئے ۲۱ر کا پرچہ دو تاریخوں کا اکٹھا کر دیا گیا تھا۔ اور آئندہ کے لئے بارہ صفحے کی کمی پوری کرنے کے لئے یہ تجویز کیا گیا تھا کہ آئندہ تین نمبر ۱۶-۱۶ صفحے کے نکالے جائیں۔ چنانچہ اسی بنا پر یہ نمبر ۱۶ صفحہ کا پیش کیا جا رہا ہے لیکن مجھے افسوس ہے کہ آئندہ نمبر ۱۲ صفحے کا ہی ہوگا۔ کیونکہ سال کا آخیر ہونے کی وجہ سے مختلف قسم کی مصروفیتوں کی وجہ سے یہ اخبار ۱۶ صفحے کا نہ نکل سکے گا۔ لیکن ۲۱ دسمبر کا پرچہ خدا کے فضل سے ۱۶ صفحے کا شائع کیا جائے گا۔ اس طرح من حیث المجموع صرف چار صفحوں کی کمی رہے گی۔ جو کوئی ایسی کمی نہیں جو ناقابل برداشت ہو۔

اس کے ساتھ ہی یہ بھی نوٹ کر لیا جائے کہ جب سے اخبار الحکم نکلا ہے۔ وہ سال کی محنت اور تگ و دو کے بعد سال کے آخری ہفتہ میں ایک ہفتہ کی چھٹی کیا کرتا ہے اس لئے اس سال بھی حسب معمول ۲۸ر دسمبر کا پرچہ شائع نہیں ہوگا۔ اور یہ اس لئے کہ ۷ر جنوری کا پرچہ وقت پر شائع ہو سکے۔ و باللہ التوفیق

مجھے یہ بھی امید ہے کہ اسوقت حضرت والد صاحب قبلہ تشریف لے آئینگے۔ اور ان کے وجود سے الحکم کی رونق اور بھی بڑھ جائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ احباب ان کی صحت اور زندگی کے لئے دعا فرماتے رہیں۔

اخبار الحکم کی لائبریریوں میں رکھنے کی تحریک

یہ تحریک آہستہ آہستہ کام کر رہی ہے۔ ڈاکٹر محمد جلال الدین صاحب دہلی سے اپنا پرچہ کسی ایک لائبریری کے لئے صرف ۶ ماہ کے لئے دینا منظور فرماتے ہیں۔ اس لئے کوئی دوست کسی ایسی لائبریری کا پتہ دفتر الحکم کو بھیجیں۔ جہاں اخبار بھیجنا مفید ہو۔ وہاں اخبار جاری کر دیا جائیگا بعض اور دوستوں نے بھی پرچے جاری کر لئے ہیں اگلے ہفتہ ان کی طرف سے اعلان کر دیا جائے گا۔

قبولیت دعا کا اثر

مکرم عبدالکریم خان صاحب یوسف زئی نے ایک نوٹ عنوان مندرجہ بالا کے نام سے ارسال فرمایا تھا۔ مجھے افسوس ہے کہ میں اسے جلد شائع نہ کر سکا آج اسے اخبار میں دے رہا ہوں۔ امید ہے یہ نوٹ دعائیں کرنے کی طرف مزید ترغیب کا باعث ہوگا۔

"یہ بالکل سچ ہے کہ اگر انسان نہایت تضرع سے خدا کے حضور ملتجی ہو تو خدا اس کی ہر چیخ و پکار کو ضرور سنتا ہے۔ حال ہی میں رامپور (کشمیر) متعین تھا میری چھوٹی لڑکی عزیزہ رشیدہ بیگم بعارضہ بخار سخت بیمار ہو گئی۔ نہ وہاں ڈاکٹر۔ نہ کوئی پنساری اور نہ ہی کوئی دیسی حکیم میسر آ سکتا تھا۔ دوسرے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ پہلا ہی پھل تھا۔ اور وہ بھی صرف پانچ ماہ کی عمر کا۔ خود میں بھی اور والدہ رشیدہ بیگم بھی دواؤں کے متعلق کورے تھے۔ بخار سے معلوم ہوتا تھا کہ بچہ خیریت سے ہرگز نہ ہوگی۔ لڑکی بھی بخار کے صدمہ سے سہمی ہوئی تھی اور نہایت آہ و زاری سے روتی تھی۔ لیکن خدا کے بغیر اور کوئی اس تاریکی میں حکیم میسر نہ تھا۔ رات بھر میں اسے گود میں اٹھائے ادھر ادھر پھرتا پھرا۔ زیادہ پریشان کن یہ بات ہوئی کہ بچاری پانچ ماہ کی لڑکی کو نکسیر کے ذریعہ لہ۱ پاؤ کے قریب خون نکل گیا۔ یہ دیکھ کر میرا دم خشک ہو گیا۔ عشاء کی نماز رات کے تین بجے ادا کرنے کو مصلے پر گیا تو سجدہ میں میری چیخ نکل گئی۔ میرا دم رکنا شروع ہوا۔ پہلے سجدہ سے اٹھا۔ دوسرے سجدہ میں گیا۔ تو بس ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مجھ پر لاکھ پہاڑ گر پڑے۔ اس سجدہ میں ۱۵ منٹ کے قریب عرصہ گزر گیا اور اسقدر آہ و زاری سے خود بخود دعائیں نکلتی جاتی تھیں کہ میں اپنے آپ کو کم از کم اس لمحہ کے لئے وہ پہلا عبدالکریم خان نہیں سمجھتا تھا۔ اس درد بھری آواز میں وہ دعائیں اسقدر شور سے نکل رہی تھیں کہ میری اہلیہ میری حالت دیکھ کر گھبرا گئی اور اسے ایسا معلوم ہوا کہ میں بھی چل بسا۔

القصہ اسطرح کل نماز ادا کی۔ پھر لڑکی کو اٹھا کر پھرنے لگا۔ بچی کی نقاہت اور اسکا کرب مجھے بے چین کئے دیتا تھا میں اسوقت اپنے آپے سے باہر تھا۔ اتنے میں مجھے کچھ غنودگی طاری ہو گئی اور میں بچی کو گود میں لئے دیوار کے سہارے چٹائی پر بیٹھ گیا۔ غنودگی کی حالت میں دیکھتا ہوں کہ وہ بچی میری والدہ کے ہاتھوں میں ہے اور میری والدہ گرم پانی سے بچی کی ٹانگیں دھو رہی ہیں۔ جب وہ فارغ ہوئیں تو میں نے بچی کو اٹھا لیا تو وہ کھیل رہی تھی۔

اتنے میں میری آنکھ کھل گئی۔ بچی کی حالت بدستور تھی۔ میں نے اس کی والدہ سے پانی گرم کرایا۔ اور بچی کی گھٹنوں تک ٹانگیں دھوئیں۔ اسی وقت بچی کی آنکھ کھل گئی اور قریباً ۱۵ منٹ کے اندر اندر بخار بھی ٹوٹ گیا۔ اور بچی بیٹھ کر کھیلنے لگی۔

یہ خدائی کرشمہ دیکھ کر میں نے دو رکعت نفل شکرانہ ادا کئے اور بعد میں سارا ماجرا والدہ رشیدہ بیگم کو کہہ سنایا اس تکلیف اور ارشاد الہی سے میرے ایمان میں بہت ترقی ہوئی۔ اگر اپنے آپ کو دعا کی درخواست کے قابل حقیقی معنوں میں بنایا جائے تو خدا کریم ضرور سنتا ہے اور ضرور توجہ فرماتا ہے۔

سبحان اللہ کیا ہی وہ الٰہی کرشمہ تھا خدا کرے میری حالت اسی انکساری والی بنی رہے آمین

خاکسار
عبدالکریم خان یوسف زئی
احمدی پوسٹ ماسٹر
گیس (گلگت) کشمیر

قادیاں آؤ یہاں صلح و صفا پاؤ گے

(از حضرت شبنم سجدی بی۔ اے)

آؤ لوگو! کہ یہاں نورِ خدا پاؤ گے
ذرہ ذرہ میں یہاں طور چھپا پاؤ گے

عرصۂ جنگ و جدال آج ہے دنیا ساری
قادیاں آؤ یہاں صلح و صفا پاؤ گے

قادیاں دوست تو ہے منزلِ عیسیٰؑ زماں
آؤ آؤ کہ یہیں لطف خدا پاؤ گے

یہ ہے وہ پاک زمیں جس میں فرشتوں کو سدا
ذکر و تسبیح بلب ناصیہ سا پاؤ گے

آتشِ عشقِ الٰہی میں ہے سوزاں ہر دل
کوچۂ یار میں اک شور بپا پاؤ گے

آگ سینوں میں دبائے ہوئے ہیں اہلِ خدا
گلخنِ سوختگاں شعلہ نما پاؤ گے

منزلِ بدر میں ہیں شمس و قمر مثلِ ہلال
"کُشتِ دوتا کئے سب اہلِ وفا پاؤ گے

گریۂ نیم شب و آہ سحر دیکھو گے
نعرۂ اہلِ وفا "برق فنا" پاؤ گے

ناوکِ یار ازل دیکھو گے ہر دل میں مکیں
یعنی ہر سینہ میں اک قبلہ نما پاؤ گے

سیرت المہدی کا ایک ورق

حضرت حافظ محمد ابراہیم صاحب امام مسجد دار الفضل کی روایات

۱۶

حضرت مسیح موعودؑ کا زمانہ بدر کے زمانہ سے تعلق رکھتا تھا

سنہ ۱۹۰۰ء میں جب میں پہلی دفعہ آیا ہوں تو حضور نے جلسہ سالانہ پر تقریر فرمائی۔ جو نہایت مختصر تھی۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔ حضور نے فرمایا:۔

"ہمارا زمانہ بدر سے تعلق رکھتا ہے۔ کیونکہ چودہویں صدی ہے۔ اور ایک بدر کا تعلق ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی تھا۔ کیونکہ آپکے وقت میں جنگ بدر ہوا۔ اس کے بعد ہی اسلام ایسا روشن ہوا جیسے بدر روشن ہوتا ہے۔ تمام وہ نقص جو اسلام کی طرف منسوب کیئے جا سکتے تھے وہ تمام کے تمام اللہ تعالیٰ نے دور فرمائے اور صحابہ کی اسقدر قربانیاں کہ جیسے بکریاں ذبح ہوتی ہیں وہ اسلام کے لئے آبپاشی کا موجب تھیں۔ اور اسی سبب اسلام ہمیشہ ہمیش کے لئے مضبوط ہو گیا۔ کیونکہ اس کے لئے ان کی قربانیاں ایک مضبوطی کا موجب اور اس کے استحکام کا باعث تھیں۔ یہ زمانہ دوسرے بدر کا زمانہ ہے اس میں بھی قربانیوں کی ضرورت ہے۔ جب تک اسیطرح کی قربانیاں نہ ہوں گی اسوقت تک اسلام کی مضبوطی نہیں ہو سکتی۔ یہ زمانہ غلبہ اسلام کا زمانہ ہے۔ اور اس میں منشاء الٰہی یہ ہے کہ اسلام کو تمام ادیان باطلہ پر غالب کر کے دکھائے۔"

۱۷

دین کے کاموں کے لئے اپنے آرام کی پروا نکرتے تھے

آپ کو ہر وقت اسقدر جوش تھا کہ ہر وقت آپ دینی کاموں میں مصروف رہتے تھے اور ایک لمحہ بھی آپ کو فرصت نہ ہوتی تھی۔ ایکدفعہ میں نے عرض کیا کہ حضور ضعیفی کے سبب سے آپ اسقدر محنت نہیں کر سکتے۔ آپ کوئی وقت اپنے لئے آرام کا بھی نکالا کریں۔ جس میں آپ آرام فرمائیں۔ کیونکہ حضور ہمیشہ بیمار رہتے ہیں۔ بیماری میں آرام کرنا بھی ضروری ہے۔ آپ نے فرمایا:۔

"ڈاکٹروں نے بھی یہی رائے دی تھی۔ کہ آپکی بیماری ہمیشہ رہتی ہے۔ اور یہ لمبی ہو گئی ہے آپ آرام کریں۔ مگر مینے اس کے بعد ساٹھ کتابیں لکھی ہیں میں اسقدر کام کرتا ہوں جیسے ایک زمیندار کا بیل صبح سے شام تک لگا رہتا ہے۔ اسی طرح میں بھی اپنے کام کے سرانجام دینے میں لگا رہتا ہوں۔"

۱۸

ایک اعتراض کا جواب

ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ کسی مخالف کا اعتراض آپ کے متعلق کسی دوست نے ذکر کیا کہ آپ کستوری کھاتے ہیں۔ اور بادام روغن استعمال کرتے ہیں تو آپ ہنس کر فرمانے لگے

"تم لوگوں کو خبر نہیں ہے۔ ہم تو گھوڑے کو نہاری دیتے ہیں۔ تاکہ وہ چلنے لگ جائے اور اپنے کام کو سرانجام دے سکے"

اسی اثناء میں کسی نے ذکر کیا کہ مخالف اعتراض کرتے ہیں کہ آپ حج کے لئے کیوں نہیں جاتے۔ آپ فرمانے لگے

"ہم تو جناب الٰہی کے حکم کے پابند ہیں۔ اگر آج ہمکو حکم ہو جائے۔ تو اسی وقت ہم تیار ہیں جس خدمت کیلئے ہمکو خدا نے مامور کیا ہے۔ وہ کام اپنی ساری طاقت سے کر رہے ہیں"

۱۹

حضور کی محویت کا ایک واقعہ

جن دنوں میں آپ گورداسپور گئے ہوئے تھے۔ جس مکان میں آپ کی رہایش تھی۔ اس میں آپنے ایک کمرہ بیت الدعا بنایا ہوا تھا جس میں حضور اکثر دعا کرتے تھے۔ اس میں آپ کے نیچے ایک پشمینہ کی چادر بچھی ہوئی تھی۔ جس پر آپ نماز پڑھتے تھے۔ اور اسی مقام پر دعا کرتے تھے۔ کسی شخص نے وہ چادر وہاں سے اٹھالی اور لے گیا حضور آتے اور دعا کر کے چلے جاتے۔ کسی دن کوئی دوست جو آپکے ساتھ گیا۔ وہاں جا کر دیکھا تو چادر غائب ہے۔ اور صرف نیچے ٹاٹ بچھا ہوا ہے۔ اس نے کہا کہ حضور اس کمرے میں حضور کے نیچے تو پشمینے کی چادر بچھی ہوئی تھی۔ وہ ہے نہیں شاید کوئی اٹھا کر لے گیا۔ حضور فرمانے لگے

یہاں ہم دعا کرنے کیلئے آتے ہیں۔ یا ہم چادریں دیکھنے ہیں۔ ہمیں کیا پتہ نیچے کیا بچھا ہوا ہے ہمیں دعا کرنے سے غرض ہے

یہ آپکی محویت کا عالم تھا۔

۲۰

خدا تعالیٰ کی رضا پر راضی ہونے کا

بےنظیر نمونہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مبارک احمد کی وفات پر فرمایا:۔

انسان کے لئے صبر بہت اعلیٰ درجہ کی چیز ہے۔ ہمارے گھر میں یہ شادی کا موقعہ دو دفعہ آیا ہے۔ ایک بشیر اول کی وفات پر دوسری دفعہ اب (مبارک احمد کی وفات پر) فرمایا:۔

نماز روزہ اور احکام دینی جو ہیں۔ اس میں انسان بعض دفعہ اپنے لئے سہولتیں نکال سکتا ہے مگر قضا و قدر کے معاملے میں صبر کرنا بھی انسان کیلئے جناب الٰہی کے حضور قرب کا موجب ہے،

فرمانے لگے ایک بادشاہ تھا۔ اس نے سُنا گرز مار جو لوگ ہیں اپنے جسم میں فوراً گرز مار لیتے ہیں بڑے بہادر لوگ ہیں۔ اس نے یہ سُن کر بہت سے ایسے لوگ ملازم رکھ لیئے۔ جن کا یہ پیشہ تھا۔ اور فرمایا کہ لڑائی کے کام کے یہ لوگ خوب ہیں۔ یہ لوگ اپنے جسم کی پرواہ نہیں کرتے۔ آخر ان ہی دنوں میں ایک لڑائی درپیش آگئی۔ اس لڑائی میں ان لوگوں کی صف سب صفوں سے آگے کھڑی کی گئی تاکہ یہ لوگ اچھی طرح لڑیں گے۔ اور دوسروں کو شکست دیں گے۔ مگر جب وقت تیر چلنے لگے۔ وہ سب سے پہلے بھاگے۔ جب اگلی صف بھاگی تو پچھلوں کو بھی بھاگنا پڑا۔ پیچھے سے دشمن نے تعاقب کیا یہاں تک کہ اپنے شہر میں آگھسے۔ بادشاہ نے ان کو بلا کر کہا کہ ہم نے تو تم کو بہادر سمجھ کر بھرتی کیا تھا کہ تم خوب کام کرنے والے لوگ ہو گرز مارنے میں اپنے جسم کی پرواہ نہیں کرتے اب تم کیوں بھاگے۔

انھوں نے کہا کہ حضور اصل بات یہ ہے۔ کہ ہم جو پیشہ کرتے ہیں۔ گرز مارنے میں ہم اپنا رگ پٹھہ دیکھ لیتے ہیں کہ کہاں ماریں اور کہاں نہ ماریں۔ مگر وہاں نہ کوئی رگ دیکھتا تھا نہ پٹھہ فوراً تیر مارتے تھے۔ جس کے لگتے ہی آدمی مر جاتا تھا۔ اس قسم کی لڑائی میں ہم لوگ کام نہیں کر سکتے۔ تو حضور فرمانے لگے:۔

اصل بات یہ ہے۔ قضا و قدر کے تیر رگ پٹھہ نہیں دیکھتے۔ اس میں صبر کرنا چاہیئے دوسری عبادات میں انسان اپنی سہولتیں دیکھ لیتا ہے اگر سرد پانی سے تکلیف ہو تو گرم پانی سے وضو

کر لیتا ہے۔ اگر کھڑے ہونے میں تکلیف ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھ لیتا ہے۔ روزے میں اچھی اچھی غذائیں کھا لیتا ہے۔ تاکہ بھوک کی تکلیف نہ ہو۔ اور یہ جو تقدیر کے ماتحت عبادت کی قسم ہے اس میں انسان کے لئے اجر بھی بڑے ہیں اور جناب الٰہی کے حضور ان عملوں کا اجر بھی بڑا ہے۔ ان ہی اعمال سے جناب الٰہی کے حضور درجات بھی ملتے ہیں۔"

اِس صبر کا نتیجہ

ان ہی دنوں میں حضور کو الہام ہوا۔ جس کا مفہوم یہ تھا کہ:-

میں تیرے صبر سے خوش ہوا ہوں۔ اور تیرا صبر مجھے پسند ہے۔ اور یہ بھی الہام ہوا نافلۃ لک۔ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا۔ انا نبشرک بغلام حلیم۔

۲۱

ایک لکھنوی دشمن ایمان لے آیا

جس زمانے میں حضرت سید عبد اللطیف صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے ہوئے تھے۔ ان دنوں ایک شخص لکھنؤ سے بہت چلتا پرزہ اور نہایت شوخی سے بات کرنے والا آیا۔ اور رات کیوقت جب حضرت صاحب نماز مغرب پڑھ کر بیٹھے تو سید عبد اللطیف صاحب بھی تشریف رکھتے تھے۔ تو اس شخص نے کہا کہ مجھے لکھنؤ کی ایک جماعت نے بھیجا ہے۔ تاکہ میں آپ کو مٹا ڈالوں۔ ہلاک کر دوں اور دنیا سے یہ جھگڑا ختم ہو جائے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

کوئی نفس نہیں مر سکتا جب تک اللہ تعالیٰ کا اذن نہ ہو۔ آپ نے اگر ہم سے کچھ سمجھنا ہے تو چند روز آپ ہمارے پاس رہیں۔ ہماری باتیں سنیں۔ اور ان پر غور کریں۔ اگر آپ کو سمجھ آ جائے تو اچھی بات۔ اگر نہ سمجھ میں آئے۔ تو جو آپ چاہیں وہ کریں۔ حق متقی کی سمجھ میں ضرور آ جاتا ہے۔ قرآن شریف میں آتا ہے:-

ھدی للمتقین

اس نے کہا آپ کو تو ق بھی پڑھنا نہیں آتا آپ نے دعویٰ کیا ہے۔ میں عربی لکھ سکتا ہوں۔ کہ میرے مقابل پر کوئی ایسی عربی نہیں لکھ سکتا۔ حالانکہ آپ تلفظ بھی صحیح طور پر ادا نہیں کر سکتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:-

کیا آپ نے وہ حدیثیں نہیں پڑھیں جو مہدی کے فضائل میں ہیں۔ ان میں یہ لکھا ہے کہ مہدی ثقل اللسان ہوگا۔ اس کی زبان میں لکنت ہوگی۔ وہ تلفظ کو اچھی طرح ادا نہیں کر سکیگا۔

اسوقت سید عبد اللطیف صاحب کو جوش آ گیا۔ اور آپ نے دونوں ہاتھ اس کے مارنے کے لئے اٹھائے تو وہ کہنے لگا کہ آپ جانتے ہیں میں بھی جوش رکھتا ہوں حضرت صاحب فرمانے لگے:-

"دیکھو میاں تم ہندوستانی ہو۔ یہ پٹھان ہے تم دونوں جوشیلے ہو۔ ہم تو پنجابی ہیں۔ تم دونوں میں صلح کرانے والے ہیں"

پھر سید صاحب کو فرمایا:-

"دیکھو یہ ہمارے مہمان ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ مہمان کی عزت کرو"

سید صاحب بھی خاموش ہو گئے۔ اور وہ بھی خاموش ہو گیا۔ اس کے بعد عشاء کی نماز پڑھی۔ مگر اس نے اپنی نماز الگ پڑھی۔ تین دن تک وہ ٹھیرا۔ جب حضور سیر کو جاتے وہ ساتھ جاتا۔ رات کو جب حضور مجلس میں بیٹھتے تو وہ بھی آ کر بیٹھتا۔ تیسرے دن آ کر اس نے بیعت کر لی۔ اور حضرت صاحب کی شان میں ایک عربی قصیدہ لکھا اس نے یہ بھی بتایا کہ میرا والد ہندوستان کا تھا۔ اور والدہ عرب کی تھی۔ میں بہت سا زمانہ عرب میں رہا ہوں۔ چند سال سے میں لکھنؤ میں آیا ہوں۔

حضور کی بیعت کا شرف حاصل کر کے اور اجازت لیکر وہ شخص چلا گیا۔

۲۲

عبد الحق عیسائی حضور کی خدمت میں

ان ہی ایام میں ایک اور شخص عبد الحق عیسائی یہاں آیا۔ اس نے آ کر لوگوں سے ذکر کیا۔ میں نے چند سوال حضرت صاحب سے کرنے ہیں جب حضور سیر کو تشریف لے گئے۔ تو وہ بھی ساتھ ہو لیا۔ واپسی پر تھوڑی تھوڑی تقریر فرماتے رہے۔ راستے میں بھی حضور کی تقریر جاری رہی۔ جب حضور اندر تشریف لے گئے تو عبد الحق نے ذکر کیا کہ میں سات سوال لے کر آیا۔ اس تقریر میں حضور نے ساتوں سوالوں کے جواب دیدیئے۔ اور یہیں وہ مشرف باسلام ہوا اور کئی سال تک یہیں رہا۔

۲۳

ایک نو مسلم حضور کی خدمت میں

ان ہی دنوں ایک شخص ہندو سے مسلمان ہوا تھا۔ وہ یہاں آیا۔ حضرت مسیح موعود باہر تشریف لائے۔ تو وہ دروازہ میں (میاں بشیر احمد صاحب کے مکان کے پاس جو اسوقت بن رہا تھا) ملے۔ تو اس نے ذکر کیا کہ حضور چند روز ہوئے میں مسلمان ہوا ہوں۔ آپ نے فرمایا

"ہاں بعض لوگ مسلمان تو ہوتے ہیں۔ مگر ذرا سی تکلیف پہنچنے پر پھر وہ کسی نہ کسی مذہب میں لوٹ جاتے ہیں۔ کبھی عیسائی ہوتے ہیں کبھی آریہ۔ کبھی مسلمان ہوتے ہیں۔ پھر عیسائی ہو جاتے ہیں۔ پھر آریہ ہوتے ہیں۔ پھر مسلمان ہوتے ہیں۔ غرض اس مضمون کو حضور علیہ السلام نے تین چار مرتبہ دہرا کر بیان فرمایا۔ ایک احمدی جو اسکا واقف تھا مجھ سے بیان کیا کہ جتنی دفعہ حضور نے اس مضمون کو دہرایا تھا۔ اتنی ہی دفعہ وہ عیسائی ہوا تھا اتنی ہی دفعہ وہ آریہ ہوا تھا۔ اور اتنی ہی دفعہ وہ مسلمان ہوا تھا

۲۴

دلی خیالات کے مطابق تقریر فرماتے تھے

اکثر مرتبہ حضورؑ کی صحبت میں یہ بات ہوتی تھی کہ جو بات لوگوں کے دلوں میں ہوتی بارہا دفعہ دیکھا گیا کہ حضور ان ہی خیالات کے مطابق تقریر فرماتے۔

۲۵

میں خود ایک مرتبہ حضور علیہ السلام کے سامنے بیٹھا ہوا تھا اور حضور اپنے دعاوی کے متعلق تقریر فرما رہے تھے۔ وہ وقت ایسا سرور کا تھا کہ میری آنکھوں سے آنسو جاری تھے معاً حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے الہام میں سے جو آج سے تقریباً ۲۰ برس پہلے کا ہے جناب الٰہی فرماتے ہیں:-

سمعنا منادیا ینادی للایمان اریٰ اعینھم تفیض من الدمع

۲۶

اکثر حضور علیہ السلام اپنے وحیوں اور الہامات کا پورا ہونا بیان فرماتے۔ آپ فرماتے:-

"اسوقت مجھے خدا نے خبر دی تھی۔ جبوقت ہمارے پاس ایک خط بھی نہیں آتا تھا کہ تیرے پاس اس قدر مخلوق آئے گی کہ دیکھنا تو تھک نہ جانا۔ ان کی کثرت سے گھبرانا نہیں۔ وہ خدا کی بات جو برسوں پہلے فرمائی تھی کسطرح سے پوری ہوئی۔

یہ انسان کا کام نہیں ہے۔ یہ اس قادر ذو الجلال کا کام ہے۔ جو اپنی فرمائی ہوئی باتوں کو پورا کرتا ہے"

درخواست دعاء

حضرت قبلہ سید میر مہدی حسین صاحب جو ایران میں تبلیغ کے لئے آنریری طور پر روانہ ہوئے تھے پاسپورٹ درست نہ ہونے کی وجہ سے ابھی کراچی مقیم ہیں۔ آپ کے ہاتھوں میں پھنسیاں نکل آئی ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ جلد صحت عطا فرمائے۔ آمین۔

حضرت حافظ منشی نبی بخش صاحب فیض اللہ چکوی کی روایات

حضرت منشی صاحب کے کچھ حالات

حضرت منشی صاحب کے والد ماجد کا نام حضرت حکیم کریم بخش صاحب مرحوم و مغفور تھا۔ آپ موضع فیض اللہ چک تحصیل و ضلع گورداسپور کے رہنے والے تھے۔ ان کی زندگی کا اکثر حصہ ملازمت محکمہ نہر میں گزرا۔ جو پہلے متفرق چھاؤنیوں میں رہے۔ آخر ان کی تبدیلی ہوگئی۔ امرتسر میں ان دنوں مولوی ابو عبداللہ غلام علی صاحب قصوری قصور سے ہجرت کر کے آ گئے ہوئے تھے۔ ان کو قبر پرستی و پیر پرستی سے سخت نفرت تھی۔ اور اہل قصور کو ان سے خاص انس اور شغف تھا۔ وہ اہل حدیث موحد تھے۔ اس لئے اہل قصور ان کے سخت مخالف ہو گئے۔ اور ان کو قصور چھوڑنا پڑا۔ منشی صاحب کے والد صاحب مولوی صاحب کے پاس آنے جانے لگے جس سے ان کے عقائد میں تبدیلی ہوگئی۔ اور وہ بھی فیض اللہ چک میں وہابی کے نام سے مشہور ہو گئے۔

اسوقت منشی صاحب حافظ محمد بخش صاحب نابینا سے قرآن کریم حفظ کرتے تھے۔ یہ حافظ صاحب مسجد کٹڑہ سفید میں رہا کرتے تھے اور قرآن شریف کا ایک درس عام بھی دیا کرتے تھے۔

مولوی صاحب کی صحبت کی وجہ سے حافظ صاحب کے والد نے ملازمت چھوڑ دی کیونکہ اس میں رشوت کا احتمال تھا اور شیخ بڈھا تاجر چرم امرتسر کے پاس کھاتہ لکھنے کی ملازمت کر لی۔

حافظ صاحب قرآن شریف حفظ کر کے موضع منڈی کرال میں پرائمری سکول میں داخل ہو گئے۔ یہ گاؤں فیض اللہ چک سے ایک میل کے فاصلہ پر تھا۔ حافظ نبی بخش صاحب نے چونکہ اس فضا میں تربیت حاصل کی تھی۔ اس لئے شرک و بدعت سے وہ سخت بیزار ہو گئے تھے۔ اس وقت ان کی عمر ۱۵-۱۶ سال کی تھی

حضرت اقدس کا ذکر

حافظ صاحب کے تایا صاحب منشی قادر بخش صاحب تحصیل بٹالہ میں ملازم تھے۔ وہ اکثر دورہ کی حالت میں قادیان آیا کرتے تھے۔ وہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے ملتے۔ اور حضور کے ہی مہمان ہوتے۔ وہ جب فیض اللہ چک میں جاتے تو حضور کا ذکر نہایت اخلاص محبت سے فرمایا کرتے تھے۔ اس ذکر نے منشی صاحب کے دل میں ایک غائبانہ عشق پیدا کر دیا جس سے وہ ہر روز حضرت کے دیکھنے کا شوق اپنے اندر پیدا کرتے جاتے۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ اسقدر میرے اندر یہ شوق پیدا ہو گیا تھا کہ میرا دل چاہتا تھا کہ میں اڑ کر قادیان چلا جاؤں

حضرت حافظ حامد علی صاحب رضی اللہ عنہ پہلے سے حضور کے پاس آئے ہوئے تھے۔ وہ بھی حافظ نبی بخش صاحب کے رشتہ دار تھے۔ آخر ان کو یہ شوق قادیان لے آیا۔ وہ حضور سے مسجد اقصیٰ میں جا کر ملے۔ ایک رات رہ کر واپس چلے گئے

اس مختصر زیارت سے حالت یہ ہوئی کہ حضرت حافظ نبی بخش صاحب فرماتے ہیں کہ:-

"اسقدر محبت و عشق پیدا ہوا کہ ہر وقت یہ تڑپ رہتی کہ جب تک زیارت نہ ہو جائے چین نہیں"!

پہلی دفعہ آنے سے آئندہ کے لئے راستہ کھل گیا۔ اور وہ آنے جانے لگے۔ ان کو حضور کی شفقت ایسی نظر آئی کہ ان کو یقین ہو گیا کہ ایسی شفقت شاید کسی سے ساتھ نہ کرتے ہونگے۔

اس شفقت کی یاد آج بھی حافظ صاحب کو بے قرار کر دیتی ہے۔ اور وہ بے چین ہو جاتے ہیں۔ حکیم فضل الرحمان صاحب مبلغ گولڈ کوسٹ سالٹ پانڈ ان کے لخت جگر ہیں اور سلسلہ کے مجاہدین میں سے ہیں۔

ان کے دوسرے صاحبزادے حبیب الرحمان خان اے۔ ڈی۔ آئی مدارس ہیں۔

حافظ صاحب اب عرصہ سے دیار حبیب میں دھونی رمائے بیٹھے ہیں محلہ دار الفضل میں رہتے ہیں۔ اللہ تعالٰے ان کی عمر میں برکت دے اور فضل پر فضل کرے (ایڈیٹر)

روایات

(۱)

حضور کی مہمان نوازی

میں اور حافظ نور محمد صاحب فیض اللہ چکوی (جن کی روایات شائع ہو چکی ہیں) مل کر قادیان حاضر ہوتے۔ مسجد مبارک کے شمالی جانب بیت الفکر میں ہم ٹھیرا کرتے تھے۔

بیت الفکر کے مشرقی دروازے کے سامنے ایک چوبی تخت پڑا ہوا تھا۔ اسپر ہم لوگ بیٹھ کر کھانا کھایا کرتے تھے۔ حضرت اقدس اپنے دست مبارک سے کھانا لا کر مہمانوں کے سامنے رکھا کرتے۔ کبھی کبھی حضور مہمانوں کے ساتھ خود بھی شامل ہو جاتے۔ اور کبھی ادھر ادھر ٹہلتے رہتے اور تبسم فرماتے اور نصائح فرماتے تھے۔

(۲)

کثرت ہنسی کو پسند نہ فرماتے

حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ میری عادت ہنسی کی تھی۔ حضور نے کبھی میرا نام لے کر تو کچھ نہ فرمایا۔ مگر زیادہ ہنسی کو حضور پسند نہ فرماتے تھے۔

(۳)

حضور تہجد کیسے پڑھتے

میں کبھی تنہا بھی حاضر ہو جایا کرتا تھا ان دنوں موسم سرما میں حضور کی چارپائی بیت الفکر میں ہوتی تھی اس چارپائی پر حضور رات کو اور بعد نماز عشاء استراحت فرمایا کرتے تھے۔ بیت الفکر میں ایک چوبی تخت بھی بچھا ہوا تھا۔ جو شمالی دیوار کے ساتھ لگا ہوا تھا۔ اسپر حضور نماز تہجد پڑھا کرتے تھے۔ میں عرض کرتا کہ حضور میں تخت پر سو رہوں گا۔ میری غرض یہ ہوتی کہ میں دیکھوں کہ حضور کس وقت رات کو جاگ کر تہجد پڑھتے ہیں۔

میری جب آنکھ کھلتی تو میں دیکھتا کہ وہ تہجد میں مشغول ہیں۔ اور عجیب بات ہے کہ میرے پاس تہجد گزارتے۔ مگر مجھے نہ جگاتے۔

(۴)

حضور کی عنایات

حضور کو میرے حال پر بڑی عنایت تھی۔ حضور ہر موسم کا پھل کثرت سے منگواتے جیسے آم۔ اور خربوزہ۔ خربوزہ بیٹ سے منگواتے اور آم دریا کے پار سے منگواتے۔ حضور خربوزے اپنے ہاتھ سے کاٹ کاٹ کر مجھے دیتے اور فرماتے کہ

دیکھو میاں نبی بخش یہ خربوزہ بہت میٹھا ہو گا اس کو کھاؤ۔

حضور خود بھی کھاتے اور مجھے بہت محبت سے دیتے۔ اور بار بار فرماتے یہ خربوزہ میٹھا ہو گا۔ اور مزیدار ہو گا۔ اور تبسم فرماتے۔

اسیطرح آموں کے موسم میں بڑی شفقت سے مجھے اپنے دست مبارک سے آم دیتے اور فرماتے کہ

یہ آم ضرور میٹھا اور مزیدار ہو گا۔

میں حضور کا اسقدر لطف و کرم دیکھ کر اپنے دل میں شرمندہ ہوتا۔ اور شرم کی وجہ سے کچھ بول نہ سکتا۔

(۵)

پاک مزاح

ان دنوں میرے پاس ایک گائے تھی۔ جب قادیان آتا تو اس کے لئے ایک دو دن کا چارہ جمع کر کے آتا ایک دفعہ میں تین چار دن تک ٹھیرا رہا۔ ایک دن اجازت کے واسطے عرض کیا۔ اور ساتھ ہی گائے کی موجودگی کا بھی ذکر کر دیا

اسوقت حافظ نور محمد صاحب بھی موجود تھے حضور نے ہنسکر حافظ نور محمد صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ

انکی گائے بنی اسرائیل والی گائے ہے

یا یہ فرمایا کہ

بنی اسرائیل والی گائے ہو گی!

۶

حضور کے ساتھ کھانا کھانے کا شرف

ایک دفعہ میں قادیان حاضر ہوا۔ اور بھی مہمان موجود تھے۔ کھانے کا وقت آگیا۔ نیچے گول کمرہ میں کھانا کھانے کا انتظام ہوا۔ حضور بھی اس روز تشریف فرما تھے۔ اور مجھے یہ سعادت حاصل ہوئی کہ حضور کے ساتھ ایک ہی برتن میں کھانا کھایا۔

حضور برتن میں جس قدر بوٹیاں تھیں چن چن کر میرے آگے رکھتے جاتے اور فرماتے پہلے بوٹیاں کھاؤ۔

(۷)

حضور کے لطف و کرم کا ایک اور نظارہ

جب ہم سونے کے لئے عشاء کے بعد بیت الفکر میں آتے۔ تو میرا دل ریوڑیاں کھانے کو چاہتا۔ تو میں بلند آواز سے عرض کرتا کہ حافظ نور محمد صاحب ریوڑیاں کھانا چاہتے ہیں۔ حافظ نور محمد صاحب بھی موجود ہوتے۔ مگر بیچارے کچھ نہ بولتے حضور یہ سن کر بالکل بُرا نہ مناتے۔ بلکہ حافظ حامد علی صاحب کو خود ہی آواز دیتے اور فرماتے

میاں حامد علی بازار سے کڑاکے دار ریوڑیاں لاؤ۔

حافظ صاحب فوراً تعمیل ارشاد کرتے۔ اور ریوڑیاں بازار سے لے آتے۔ حضرت اقدس خود اپنے دست مبارک سے نہایت خندہ پیشانی سے تقسیم فرماتے اور خود بھی کھاتے۔

(۸)

سیر کا لطیفہ

حضور ہمیشہ سیر کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔ اور کوئی ایک طرف جانے کے لئے مقرر نہ تھی۔ کبھی رجادہ کی طرف تشریف لے جاتے اور کبھی بڑے باغ کی طرف۔

ایک دفعہ جبکہ مہمان بھی جمع ہو رہے تھے حضور نے پوچھا کہ کدھر چلیں؟ میں جھٹ بول پڑا کہ حضور موضع رجادہ کی طرف۔ اس میں میرا مدعا یہ تھا کہ وہاں سے اجازت لے کر اپنے گاؤں چلا جاؤں گا۔ حضور کا نور فراست اور نور قلب اس قدر تیز تھا فرمانے لگے کہ

کسی نے ایک بھوکے سے پوچھا کہ ایک اور ایک کتنے ہوتے ہیں؟ تو اس بھوکے نے جھٹ کہدیا کہ دو روٹیاں۔ ان کی غرض یہ ہے اور رجادہ کا نام اسلئے لیا ہے کہ رجادہ سے گزر کر تل تلا پہ پہنچیں گے تو میں گھر چلا جاؤں گا۔

اور در اصل میری غرض بھی یہ تھی۔

۹

بٹالہ کی مٹی پلید ہے

ایک دفعہ سیر کو جاتے ہوئے حضور حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے انتظار میں احمدیہ چوک میں کھڑے تھے۔ اسوقت یہ صرف ایک میدان تھا اور کچھ نہ تھا۔ باتوں باتوں میں بٹالہ کا ذکر آگیا۔ حضور نے فرمایا کہ بٹالہ کی مٹی پلید ہے۔

(۱۰)

حضور کا عزم

ایک دفعہ گرمی کے موسم میں مسجد مبارک کے شاہ نشین پر حضور بیٹھے تھے۔ مغرب کی نماز ہو چکی تھی۔ خدام میں حضرت مولوی نور الدین صاحب حضرت مولوی عبد الکریم صاحب۔ شیخ رحمت اللہ صاحب۔ خواجہ کمال الدین صاحب۔ مرزا یعقوب بیگ صاحب وغیرہ رونق افروز تھے۔ کسی ضرورت کی بنا پر بٹالہ سے تار روانہ کرنے کی ضرورت پیش آئی (اسوقت تارگھر وہاں ہی تھا) حضور نے فرمایا کہ

کوئی بٹالہ جانے کے لئے تیار ہے؟

فوراً دو آدمی مجلس سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ فرمایا کہ

اچھا میں نیچے سے محصول لا دیتا ہوں

اور نیچے جانے کے لئے تیار ہوگئے۔ ہر چند ان دونوں اصحاب نے عرض کی کہ حضور نیچے اترنے کی تکلیف گوارا نہ فرمائیں۔ ہم محصول دے دینگے۔ صبح وہ رقم واپس دلادیں۔ مگر حضور نہ ٹھہرے اور فوراً نیچے تشریف لے گئے اور محصول کی رقم ان کو دے کر روانہ کر دیا۔

(۱۱)

تیزی رفتار

جب حضور سیر کو تشریف لے جاتے تو حضور معمولی رفتار سے چلتے۔ لیکن دیگر ہمراہی نہایت تیزی کے ساتھ چلتے۔ بلکہ بعض تو دوڑ کر ساتھ ملتے تھے۔ میں خود بھی اکثر دوڑ کر ملتا۔ حالانکہ میں بھی تیز چلنے والا تھا۔

(۱۲)

رعب

حضور کا لوگوں کے دلوں میں اسقدر رعب تھا کہ جب کبھی آپ پُرانے بازار کی طرف سے سیر کے لئے تشریف لے جاتے تو باوجود اس کے کہ حضور کسی کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھتے۔ مگر لوگ بے اختیار کھڑے ہو جاتے اور اپنے ہاتھوں پر ہاتھ رکھ کر سلام کرتے۔

(۱۳)

ایک تقریر

ایک دفعہ حضور نے مسجد اقصیٰ میں تقریر فرمائی بہت سے ہندو۔ سکھ۔ آریہ موجود تھے آریوں کے ذکر پر حضور نے دوران تقریر میں بڑے جوش سے فرمایا:۔ کیا کوئی آریہ ہے جو میرے سامنے آکر جواب دے لیکن کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ اس شیر خدا کے سامنے لب کشائی کرے۔ سب کے منہ پر مہر سکوت لگ گئی۔

(۱۴)

ذرہ نوازی اور اپنے والد سے محبت

حضور چھوٹی سی خدمت کو بھی نوازا کرتے تھے چنانچہ ایکدفعہ حضور سیر کے لئے اپنے باغ میں تشریف لیگئے اور بھی بہت سے اصحاب حضور کے ہمراہ تھے۔ حضور کے دست مبارک میں ایک بید کا سوٹا تھا۔ حضور نے ایک پھلدار درخت پر (جسکا نام یاد نہیں رہا) پھل اتارنے کے لئے سوٹا مارا۔ مگر سوٹا اوپر ہی رہ گیا۔ حضور کے اصحاب نے ہرچند کوشش کی مگر وہ سوٹا نہیں اترا۔ تب میں نے عرض کی کہ حضور میں درخت پر چڑھ کر سوٹا اتار لیتا ہوں۔ چنانچہ حضور کے کھڑے کھڑے درخت پر چڑھ کر سوٹا اتار لایا۔ اسپر حضور اسقدر متعجب ہوئے اور خوش ہو کر نہایت محبت بھرے الفاظ میں فرمایا:۔

"میاں نبی بخش یہ تو آپنے کمال کردیا کہ درخت پر چڑھ کر سوٹا اتار لائے۔ کیسے درخت پر چڑھے اور کسطرح سے درخت پر چڑھنا سیکھا۔ یہ سوٹا تو تمہارے والد صاحب کا تھا گویا آج آپنے نیا سوٹا دیا ہے"۔ راستے میں اور مسجد میں بھی بار بار فرماتے کہ میاں نبی بخش صاحب نے تو آج کمال ہی کردیا۔

(۱۵)

سب کا ادب کرتے تھے

حضور کی عادت تھی کہ کسی شخص کو تو کے لفظ سے مخاطب نہیں کرتے تھے۔ خواہ چھوٹا ہو یا بڑا حتی کہ بچے کو بھی آپ کے لفظ سے مخاطب فرمایا کرتے تھے۔

(۱۶)

ہماری بے تکلفی

حضور کے ساتھ ہمکو اس حد تک بے تکلفی تھی کہ حضور کی ہر ایک چیز کو آزادی کے ساتھ استعمال کر لیتے تھے۔ حضور کے پاس ایک چاء دانی تھی جس میں ہر وقت قہوہ تیار رہتا تھا اور پاس ہی مصری پڑی رہتی تھی۔ میں جب چاہتا اور جتنی دفعہ چاہتا قہوہ پی لیتا۔ حضور کبھی بُرا نہ مناتے۔ بلکہ فرماتے کہ اور پیو۔

۱۷

حضور کی شفقت کا ایک نمونہ

میرا ایک لڑکا جس کا نام عبد الرحمان تھا ۱۹۰۹ء میں وہ مدرسہ تعلیم الاسلام ہائی سکول میں تعلیم پاتا تھا۔ وہ بعارضہ تپ سرسام بیمار ہوگیا حضرت خلیفہ اول اسکا علاج فرما رہے تھے۔ میں اس کی بیماری کی اطلاع پاکر فوراً قادیان آیا۔ بچہ کی حالت دیکھ کر حضور کی خدمت میں پہنچا اور دروازہ پہ دستک دی حضور باہر تشریف لے آئے۔ میں نے بچے کے حالات سے اطلاع دی حضور فوراً اندر تشریف لے گئے اور ۴ گولیاں لاکر عنایت فرمائیں اور فرمایا کہ ابھی جا کر ایک گولی پانی میں گھس کر دیدو اور پھر مجھے اطلاع دو...... میں دعا بھی کرونگا۔ میں نے ایک گولی اسیوقت پانی میں گھس کر بچہ کو دی چونکہ بچہ کی حالت زیادہ نازک ہو چکی تھی۔ گولی اندر نہ گئی اور بچہ فوت ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خلیفہ اول نے جنازہ پڑھایا۔ میں اور میرے عزیز و اقارب واپس چلے گئے۔ جمعہ کے دن میں گاؤں سے جمعہ پڑھنے آیا۔ حضور مسجد میں تشریف فرما تھے میں مدرسہ کی سیڑھیوں کے راستے مسجد میں گیا۔ حضور کی نظر شفقت مجھ پر پڑی فرمایا کہ آگے آجاؤ۔ وہاں پر بڑے بڑے ارکان حضور کو حلقہ میں لئے بیٹھے تھے یہ سنتے ہی سب نے راستہ دیدیا۔ حضور نے فرمایا کہ میں نے معلوم کیا ہے کہ آپ نے بیٹے کے مرنے پر بہت صبر کیا ہے میں نعم البدل کے واسطے دعا کروں گا چنانچہ حضور کی دعا سے میرا بچہ فضل الرحمان پیدا ہوا[۴]

---

[۴] جو اسوقت بحیثیت مبلغ سلسلہ گولڈ کوسٹ سالٹ پانڈ میں مبلغ سلسلہ کا کام کر رہا ہے اور پھر دوسرا بچہ حبیب الرحمان دیا جو کلام میں اور خود بھی اسی کام میں شریک ہے اور اس وقت [illegible] ڈی ۔ آئی کے عہدہ پر ممتاز ہے۔ یہ حضور کی دعا کا نتیجہ تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کو سچی قربانی کی توفیق دے اور سلسلہ کا سچا خادم و خدمت گزار بنائے آمین۔ یارب تو انجام بخیر کر نیز ان کی اولاد کے دل بھی تقویٰ و طہارت سے بھر دے اور پرہیزگار بنا دے اللھم صل علیٰ محمد و علیٰ آل سیدنا محمد و علیٰ عبدک المسیح الموعود و بارک وسلم۔

قادیان میں یوم النبی صلے اللہ علیہ وسلم کس طرح منایا گیا

مسرّت اور شادمانی کا دن!

اتحاد اور محبّت کے روح پرور نظارے

شاندار جلوس ، فلک بوس نعرے ، ایمان افروز تقریریں

اظہار شانِ رسالت صلے اللہ علیہ وسلم کا زبردست مظاہرہ

۲۴ر نومبر سے قادیان میں سیرت النبی کے جلسے کے لئے خاص اہتمام شروع ہو گیا تھا۔ مہاشہ فضل حسین صاحب کی مساعی بہت ہی قابل قدر تھیں۔ جنھوں نے ایک دن میں تمام کام کو مکمل کر دیا۔ حالانکہ وقت کی تنگی سے اندیشہ تھا کہ اس سرعت سے کام نہیں ہو سکے گا سب سے بڑا اہم کام جھنڈوں کی تیاری اور جلوس کے راستوں کی آرائش تھا۔ مگر مہاشہ صاحب کی ہمت نے اس سارے کام کو ایک رات میں پایۂ تکمیل تک پہنچا دیا۔

جلوس گزرنے کے راستے

جلوس گزرنے کا راستہ حسب ذیل تجویز کیا گیا تھا تعلیم الاسلام ہائی سکول کی گراؤنڈ سے بورڈنگ ہاؤس کی سڑک۔ ریتی چھلہ۔ بڑا بازار۔ چھوٹا بازار۔ پرانا اڈا خانہ۔ گلی کمہاراں۔ احمدیہ بازار۔ الحکم سٹریٹ پرائمری سکول۔ دار الفضل روڈ۔ میدان ہائی سکول۔

اس راستے کو خوبصورت بنانے کے لئے شہر میں کاغذی جھنڈیاں لگائی گئی تھیں۔

میں ان کارکنوں کو داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا جو رات کے ۱۲ بجے تک سردی میں کیل۔ ہتھوڑی لیمپ اور سیڑھی اٹھائے ہوئے جھنڈیاں نصب کر رہے تھے۔ وہ اپنے اخلاص میں اسقدر محو تھے کہ ان کو نہ کسی آنے جانے والے کی خبر تھی اور نہ سردی کا ڈر تھا

جھنڈیوں کا کام

ادھر خدمت گزاروں اور سرمستان محبت کی ایک چھوٹی سی جماعت محلہ دار الفضل میں منشی حبیب احمد صاحب بریلوی خوشنویس الحکم کی قیادت میں جھنڈے تیار کر رہی تھی۔ جن میں عبد الرشید صاحب اور ڈاکٹر عبد الرؤف صاحب مالک دار الفضل میڈیکل ہال کی مساعی قابل شکریہ ہیں۔ جنھوں نے رات کے ۴ بجے تک بلیغ خوبصورت جھنڈے لکھ کر اور مزین کر کے تیار کر لئے تھے۔

پنڈال کی تیاری

ملک فضل حسین صاحب ایک جماعت کو لے کر پنڈال کی تیاری میں مصروف تھے۔ پنڈال میں چار خوبصورت دروازے بنائے گئے تھے جو محمد الدین صاحب مالی کی کاریگری اور ہمت کی داد دے رہے تھے۔ اور دروازوں کے ساتھ ایک بانسوں کا جنگلہ لگا دیا گیا تھا جس کو سرخ و سبز کاغذی جھنڈیوں سے بھر دیا گیا تھا اس کے عین وسط میں مغربی سمت کو ایک خوبصورت سٹیج بنا لیا گیا تھا جس پر ایک میز اور دو تین کرسیوں کے علاوہ تیس چالیس آدمیوں کے بیٹھنے کی گنجائش تھی سٹیج کے دائیں طرف مستورات کے لئے علیحدہ انتظام کیا گیا تھا۔ نیز سٹیج کے دائیں اور بائیں طرف بہت سی کرسیاں اور بنچیں بچھا کر پنڈال کی شان کو بہت بلند کر دیا گیا تھا۔ سٹیج کے سامنے کی طرف دریوں اور چٹائیوں کا فرش بچھا دیا گیا۔

یہ تمام کام رات ہی سرانجام دیدیا گیا تھا۔

ہندوؤں اور سکھوں کو دعوت

قادیان کے ہندوؤں اور سکھوں کو دعوت دینے کی خدمت خاکسار محمود احمد عرفانی کے سپرد کی گئی تھی۔ یہ کام بھی ۲۴ر تاریخ کو سرانجام دیا گیا۔ سو خطوط دستی دفتر الحکم کے سٹاف نے لکھے اور اسی دن تقسیم کئے۔ نیز قادیان سے لالہ داتا رام صاحب سابق منتری آریہ سماج اور گیانی ہری سنگھ صاحب سکھ اپدیشک اور سردار گوردیال سنگھ صاحب بی اے ریسرچ سکالر کو چوبیس تاریخ ہی کو آمادہ کر لیا گیا تھا کہ وہ اس مبارک تقریب پر تقریریں کریں

یوم النبیؐ کی صبح

۲۵ر نومبر کی صبح قادیان میں [illegible] شان سے نمودار ہوئی۔ ہر ایک مرد۔ عورت۔ جوان۔ بڈھا اور بچہ اپنے اپنے کاموں سے جلدی فراغت حاصل کر رہا تھا تاکہ جلدی جلوس میں شامل ہونے کے لئے پہنچ جائے۔ چنانچہ ہر ایک طرف سے لوگ جوق در جوق جلسہ گاہ کی طرف جا رہے تھے۔

پروگرام میں تبدیلی

ناظم صاحب جلسہ نے جو پروگرام بنایا تھا۔ اور جو الفضل میں رات کو ہی لگوا دیا تھا۔ اس میں ایک زبردست تبدیلی کی ضرورت محسوس ہوئی اور وہ یہ کہ حضرت اقدس کی تقریر پہلے پروگرام میں بعد عصر رکھی گئی تھی۔ مگر جدید اطلاع کے مطابق حضرت اقدس کی تقریر کا وقت ۲ بجے رکھا گیا

ملک صاحب کی ہمت اس معاملہ میں بھی قابل داد تھی کہ انھوں نے فوراً ہی اس تبدیلی کی اطلاع بھی اسی وقت چھاپ کر شہر میں شائع کر دی۔ اور مختلف جگہ بورڈ لکھ کر لگا دیئے۔

میدان مدرسہ ہائی کا نظارہ

اسوقت میدان ہائی سکول کا نظارہ بہت جاذب نظر تھا۔ جبکہ وہاں ایک طرف ہائی سکول اور بورڈنگ کی عالیشان عمارتیں کھڑی تھیں۔ دوسری طرف پنڈال کا نقشہ بڑا دلفریب تھا سامنے ہزارہا کی تعداد میں نوجوان۔ ادھیڑ۔ بڈھے بچے اپنی اپنی پارٹیاں بنا رہے تھے۔ اور ان سب کے

چہروں پر مسرت اور شادمانی کی لہریں دوڑ رہی تھیں۔

۸ ۳/۴ بجے پانچ منٹ تک گھنٹہ بجایا گیا تاکہ بقیہ لوگ جلد پہنچ جائیں

۹ بجے جلوس مرتب ہو گیا۔ جلوس نے ایک چکر سکول اور بورڈنگ کے درمیان لگایا۔ جلوس کی ۳۰ پارٹیاں تھیں۔ یہ پارٹیاں مدرسہ تعلیم الاسلام مدرسہ احمدیہ۔ جامعہ احمدیہ اور محلہ جات کی جماعتوں کی الگ الگ پارٹیوں میں منقسم تھیں۔ بعض پارٹیاں بالکل معمر اور سفید ریش لوگوں کی تھیں۔

جلوس کی روانگی

۹ بج کر بیس منٹ پر جلوس روانہ ہوا۔ جلوس میں دوسری پارٹی خاص طور پر جاذب نظر تھی اس پارٹی کے جناب ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب انچارج شفاخانہ نور تھے۔ اس پارٹی میں خاندان نبوت کے تمام چھوٹے بچے تھے۔ اور جس وقت وہ معصومانہ انداز میں اپنے بھولے اور پیارے منہ سے یہ وجد آفریں مصرع پڑھتے تھے

"محمد پر ہماری جاں فدا ہے"

تو میرا دل رقت و سرور سے وجد میں آنے لگتا اور مجھ پر محویت طاری ہونے لگتی۔

جلوس کی ترتیب

جلوس کی ترتیب میں مدرسہ تعلیم الاسلام کے طالبعلموں کی پارٹیاں سب سے آگے تھیں۔ دو دو لڑکوں نے جھنڈے اٹھائے ہوئے تھے۔ ان جھنڈوں کے پیچھے خوش الحان لڑکے تھے۔ اور ان کے پیچھے باقی سب لڑکے تھے ہر قطار میں چار چار آدمی۔ جلوس کی ترتیب میں خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب ناظر امور عامہ اور خان صاحب برکت علی خان صاحب نائب ناظر بیت المال نے بہت بڑا حصہ لیا۔ انھوں نے ہر پارٹی میں گھوم گھوم کر ان کی اصلاح اور درستی کی اور محبت سے صفوں کو درست کیا۔ ان کے چہرے مسرت سے چمک رہے تھے۔

طالب علموں کے جلوس اور پارٹیوں کے ساتھ سکول کے ماسٹر چل رہے تھے۔ اور محلہ وار پارٹیوں کے آگے پریذیڈنٹ صاحبان تھے

جھنڈوں پر نہایت مؤثر اشعار۔ مصرع اور عبارتیں اور قرآنی آیتیں درج تھیں۔

بڈھوں کی پارٹی

میرے لئے جیسے دوسری پارٹی جاذب نظر تھی اسیطرح ایک پارٹی میری آنکھوں کے سامنے سے گزری۔ جن میں بہت سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی جن کے چہرے منور اور ڈاڑھیاں سفید اور حنائی تھیں اور بعضوں نے اپنی کمر کو کس لیا ہوا تھا وہ نہایت ہی عاشقانہ انداز سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج رہے تھے۔

خاندان نبوت کے نونہال

صاحبزادہ مبارک احمد اور صاحبزادہ حمید احمد اور صاحبزادہ منصور احمد اور دیگر نونہالان خاندان نبوت بھی ایک پارٹی میں تھے۔ اور ان کی موجودگی اور نظموں کے پڑھنے سے جلوس کی رونق بڑھ رہی تھی۔ اسی طرح ایک پارٹی میں میرزا گل محمد صاحب رئیس قادیان کی شرکت نے بھی اس پارٹی کو نمایاں کر دیا تھا

پرجوش نعرے

یہ پرجوش جلوس بڑی شان و شوکت سے تمام مقررہ راستوں سے گزرتا رہا۔ تمام مکانوں کی چھتوں پر مستورات نے بیٹھ کر جلوس کو دیکھا۔ ہر ایک [illegible] اللہ اکبر کے فلک بوس نعرے لگا رہی تھی اور اس کے سوا میرزا غلام احمد کی جے۔ میرزا محمود زندہ باد۔ اسلام زندہ باد ہر ایک دل پر اثر ڈال رہے تھے۔ اس شان کے ساتھ یہ پرجوش مظاہرہ چل رہا تھا۔ قادیان کی فضا میں اسوقت کوئی چیز نہ اتنی مؤثر تھی اور نہ نمایاں جس قدر

محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

کا ذکر اور آپ کی محبت کا جذبہ نمایاں تھا۔ یہ عظیم الشان مظاہرہ یہ پرشان جلوس اسی شان و شوکت سے احمدیہ چوک میں داخل ہوا۔

یہاں مستورات کا بہت بڑا اجتماع تھا اور مسجد مبارک میں حضرت ام المومنین متعنا اللہ بطول حیاتہا بھی اپنے بچوں کو دیکھ رہی تھیں۔

جلوس پورے تیس منٹ میں احمدیہ چوک سے گزرا۔ اور جب آخری پارٹی گزری اسوقت گیارہ بج گئے تھے اور نصف گھنٹے میں بقیہ راستہ کو طے کر کے ۱۱½ بجے جلوس پنڈال میں پہنچ گیا۔

پروگرام میں دوسری دفعہ تبدیلی

پبلک کو یہ معلوم کر کے از حد تکلیف محسوس ہوئی کہ حضرت اقدس کی طبیعت ناساز ہے اور وہ تشریف نہ لا سکیں گے اس لئے تجویز کیا گیا کہ دوسرا جلسہ شام کو چار بجے رکھا جائے اور درمیانی جلسہ اڑا دیا جائے۔ لیکن ۱۲ بجے کی ٹرین سے پنڈت رلیا رام صاحب ایڈیٹر سناتن دھرم پرچارک آ گئے اس لئے فوراً بذریعہ منادی اعلان کیا گیا۔ کہ دو بجے سے تین بجے تک پھر جلسہ ہو گا۔

پہلا اجلاس

پہلے اجلاس میں مدرسہ تعلیم الاسلام۔ مدرسہ احمدیہ۔ اور جامعہ کے طلباء نے زیر صدارت حضرت مولانا سید سرور شاہ صاحب نہایت عمدہ اور برجستہ تقریریں کیں

دوسرا اجلاس

دوسرے اجلاس کی صدارت بھی مولانا موصوف ہی نے کی اس میں پنڈت رلیا رام صاحب نے نہایت دلچسپ اور برجستہ تقریر کی اور ۳ بجے اپنی تقریر ختم کر کے واپس چلے گئے۔

تیسرا اجلاس

چار بجے تیسرا اجلاس زیر صدارت جناب میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر فاروق و پریذیڈنٹ لوکل انجمن احمدیہ قادیان منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں لالہ داتا رام صاحب سابق منتری آریہ سماج اور سردار گوردیال سنگھ صاحب بی اے اور گیانی ہری سنگھ صاحب سکھ اپدیشک نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر دلچسپ تقاریر کیں

ان کی تقریروں کے بعد مولوی غلام محمد صاحب کشمیری اہل سنت والجماعت نے مختصر سی تقریر کی۔

ان کے بعد خاکسار شیخ محمود احمد عرفانی نے چار پانچ منٹ کی ایک تقریر کی۔ اس کے بعد صاحب صدر نے باوجود ناسازی طبع ایک دلچسپ مگر مختصر تقریر فرما کر جلسہ کو دعا پر ختم کیا

ہندوؤں اور سکھوں کی شمولیت

قادیان کے ہندو اور سکھوں کے معزز افراد بڑی کثرت سے شامل ہوئے اور سارے جلسوں میں حصہ لیتے رہے۔

ان کی شمولیت کا نظارہ بھی ہمارے لئے بہت خوش کن تھا۔ جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر یہ سب لوگ مل کر سن رہے تھے۔

بعض خاص بزرگ اس جلسہ کو کامیاب بنانے کے لئے بعض خاص بزرگوں نے بہت محنت اور توجہ سے کام کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ ان کا ذکر نہ کرنا بھی ایک قسم کی ناشکری ہو گی۔ ان میں سے چوہدری غلام مجتبیٰ خان صاحب پنشنر پریذیڈنٹ محلہ دار الرحمت۔ ماسٹر حکیم محمد طفیل صاحب محلہ دار الفضل و سردار کرم داد خان صاحب قابل ذکر ہیں۔ اسیطرح عزیزم سید محمد محسن صاحب و عزیزم محمد سعید صاحب معاونین جلسہ صاحب بھی قابل تحسین ہیں۔ جنھوں نے پوری سرگرمی سے کام کر کے اس مقدس تقریب کو کامیاب بنایا جزاہم اللہ عنا خیر الجزا

مستورات کا جلسہ

مستورات کیلئے الگ پردہ کا انتظام تھا تاکہ وہ آسانی سے بیٹھ کر لیکچر سن سکیں اور محلہ جات کی مستورات کثرت سے اس میں شامل ہوئیں۔ مگر اس کے سوا ایک خاص زنانہ جلسہ سیرۃ النبی زیر نگرانی حضرت ام طاہر صاحبہ شہر میں زنانہ جلسہ گاہ میں ہوا جس میں کثرت سے مستورات نے حصہ لیا۔ اور متعدد خواتین نے سیرۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم پر لیکچر دیئے

قادیان کی مستورات خدا تعالیٰ کے فضل سے اس حد تک بیدار ہو چکی ہیں کہ وہ ہر مذہبی تقریب پر مردوں کے برابر حصہ لیتی ہیں اور ہر کام میں پیش پیش رہتی ہیں۔ چنانچہ اس تقریب پر انھوں نے پورے طور سے خوشی منائی اور اپنے اپنے مکانوں سے جلوس کو دیکھا۔ اور پھر اندرون و باہر جلسوں میں شامل ہو کر اپنی عقیدت مندی کے پھولوں کا ہدیہ پیش کیا۔

الغرض

یہ دن صبح سے لے کر شام تک اس پاک مصروفیت میں گزرا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ایسے دن بار بار لائے اللھم آمین۔

اللھم صل علی محمد و بارک وسلم

قوم کا امام قوم کو پکارتا ہے

سادہ زندگی۔ قربانی۔ ایثار و اخوت کے مطالبات

کون ہے جو پیچھے رہے؟

قوموں کی زندگی کا راز اپنے امام کی اطاعت اور فرمانبرداری میں ہے۔ جب کسی قوم کو خدا تعالیٰ کے منشاء کے ماتحت انبیاء یا ان کے خلفاء نے کوئی حکم دیا اور قوم نے اس کی اطاعت کی تو اس کا قدم آگے ہی آگے بڑھا۔ اور کامیابی اور فتح و ظفر نے اس قوم کے پاؤں چوم لئے لیکن جو قوم ایسے موقعے پر ذرا بھی لغزش کھا گئی تو اس کو مدتوں بھٹکنا پڑا

اذھب انت وربک فقاتلا انا ھھنا قاعدون کہنے والے **ارض مقدس کا منہ نہ دیکھ سکے** اور چالیس سال جنگلوں میں بھٹکتے رہے۔ صحابہ نے آنحضرت کی مقرر کردہ جگہ کو ایک جنگ میں فتح کی خوشی میں چھوڑ کر وہ نقصان اٹھایا کہ فتح شکست سے اور کامیابی نقصان میں تبدیل ہو گئی۔ انبیاء اور ان کی جماعتوں کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں۔ انہی سابقہ تجربوں کی بنا پر ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ جب امام اپنی قوم کو کسی قربانی کے لئے بلائے۔ اس کی آواز پر لبیک کہنا قوم کے قدم کو بہت آگے لے جاتا ہے۔ ہماری قوم اب پورے رنگ میں قوم کہلانے کی مستحق ہے۔ کیونکہ اس جماعت کا دماغی نشوونما۔ اور ذہنی ارتقا کامل ہو چکا ہے۔ اس قوم نے خدا کے ہزارہا چمکدار نشان دیکھے ہیں۔ یہ قوم جانتی ہے کہ دشمنوں کے پیدا کردہ سینکڑوں زلزلے اور مخالفتوں کی آندھیاں اور طوفان کی طرح مخفی اور ظاہری سیلاب ہمارے خلاف اٹھے لیکن خدا کا ہاتھ ان سب کو تھامے رہا۔ اور وہ ہماری گرد کو بھی نہ پہنچ سکے۔ اس زمانہ کے جادوگر جو اپنی تحریری اور تقریری منتروں کے ساتھ۔ لوگوں کے قلوب پر کمند پھینکا کرتے تھے۔ وہ خائب و خاسر رہ گئے۔

مگر اس زمانہ کے موسیٰ نے اپنے براہین نیرہ سے قوم پر سے اس سحر سامری کو دور کر دیا۔ اور وہ قوم کو ان سینکڑوں فرعونوں کے پنجے سے نکال کر ارض مقدس میں لے آیا۔ جو بغیر کسی حکومت و شوکت کے کبر و غرور کے دیوتا کے پجاری بنے ہوئے تھے۔ اس نے ہمارے لئے اس سنگلاخ زمین میں جس میں کہا جاتا تھا کہ نور و ہدایت کا چشمہ ابل نہیں سکتا بڑے بڑے عظیم الشان چشمے پھوڑ دیئے۔ اور قوم ان سب سے سیراب ہوئی۔ جب کبھی مخالفین کی آندھیاں اور بگولے اٹھے اور قوم کے رزقوں پر بھی ہاتھ صاف کیا جانے لگا۔ اسوقت خدا نے اسی زمانہ کے موسیٰ کو ایک چمکتا ہوا نشان دیا۔ اور کہا کہ

"تیرے اور تیرے ساتھ کے درویشوں کے لئے ہے"

پس خدا نے ان لوگوں کو جو قادیان کی **وادی غیر ذی زرع** میں آ بیٹھے تھے۔ جہاں نہ کوئی منافع تھی نہ کارخانہ نہ سرکاری محکمہ تھا نہ ملازمتوں کی صورتیں نہ تجارتیں۔ نہ آمدنی کی صورت۔ نہ نقل و حرکت کے وسائل۔ ان سب کو اپنے فضل سے رزق کریم دیا اور دشمنوں کی ہنسی سے بچا لیا۔

پس جو قوم ان تمام نظاروں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ چکی ہو۔ پھر ایمان کے اس مقام پر کھڑی ہو کہ اسے کبھی جنبش نہ آتی ہو۔ وہ قوم صحیح معنوں میں قوم کہلانے کی حقدار ہے

پس اس قوم سے جو زندہ قوم ہے۔ جو زندہ خدا کی پرستار۔ زندہ نبی کے ماننے والی اور زندہ امام کا ساتھ دینے والی جماعت ہے اس جماعت کو اس کا

امام پکارتا ہے

وہ اپنی دوربین آنکھ سے دیکھ رہا ہے کہ سمندر میں طوفان آئے گا۔ بڑی بڑی موجیں اٹھیں گی۔ اور وہ کشتی کو الٹنے کا قصد کریں گی۔ اسلئے

اس کشتی کا محافظ و ربّان

خطرہ کا الارم دے رہا ہے۔ پھر کون نادان ہو گا جو ان تمام نشانوں کو۔ اور تمام ادوار حیات کو دیکھ کر اس آواز پر لبیک نہ کہے گا۔

یہ پکار عین وقت پر ہے۔ اسوقت کی آواز پر کھڑے ہونا مبارک منزل کو ہمارے بالکل قریب کر دے گا۔ اور ذرا سی غفلت کہیں سے کہیں لے جائے گی۔ ضرورت ہے کہ ہماری زبان سے

سمعنا و اطعنا

کے سوا اور کوئی لفظ جاری نہ ہو۔ ورنہ ایسا نہ ہو کہ انصاری نوجوان کی غلطی کی طرح کسی کی غلطی کا خمیازہ قوم کو بھگتنا پڑے۔ اسلئے ہر مرد اور ہر عورت۔ ہر بچہ اور جوان اور بڈھا اور ادھیڑ کھڑا ہو اور حضرت امام ایدہ اللہ کے ارشاد کے ماتحت

اپنی زندگی بالکل سادہ بنالے

سادہ غذا اور سادہ لباس ہو۔ سادہ طرز زندگی ہو۔ ہم دنیا کی ہر قسم کی آرائشوں اور زیبائشوں کو ترک کر دیں کہ سادگی ہم میں **اعلیٰ اخلاق۔ اور اعلیٰ قوت و شجاعت** پیدا کر دے گی۔ ہم اسراف اور تبذیر سے بچ کر سیم و زر کے بت کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے مذہب کے قدموں پر قربان کر سکیں گے۔

ہمارا مقدس اور واجب الاطاعت امام ہم کو جس قربانی اور جس اخوت و خلت کی طرف بلاتا ہے وہ خدائی جماعتوں کا شعار ہوتی ہے۔ اور در اصل یہ پہلا مطالبہ ہے جو خدا کی جماعت میں داخل ہونے والے سے کیا جاتا ہے۔ اور جس کے صاف اور واضح الفاظ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان سے یوں ہیں کہ

اسلام تم سے ایک موت چاہتا ہے

پس ضرورت ہے کہ اپنے جھگڑوں کو چھوڑ کر ایک ہو جائیں اسکے لئے ہم

سچے ہو کر جھوٹوں کی طرح تذلل اختیار کریں

اور ضرورت ہے کہ ہم سلسلہ کی آواز کو پہنچانے کے لئے تمام ان وسائل کو اختیار کریں جو ہمارے امکان میں ہیں۔ ہم میں سے وہ نوجوان جو علوم عربیہ یا علوم مروجہ میں فارغ ہو چکے ہیں قوم اور سلسلہ کو ان کی ضرورت ہے۔ وہ خود آگے بڑھیں۔ اور اپنے آپ کو پیش کریں۔ ان کے والدین اپنے بچوں کو لائیں اور ابراہیمی صفت کا احیاء کریں۔ اس سے بہتر اور کوئی دن نہیں ہو گا۔ جو ملکوں میں نکل سکتے ہیں وہ نکل جائیں اور اس نور کی منادی کریں جو آسمان سے نازل ہوا اور غافل اور سوئے ہوئے لوگوں کو بتائیں کہ سورج نکل آیا ہے اور تاریک رات دور ہو چکی ہے۔ پس قوتوں کو یکجا کر کے حضرت امام کے مطالبات پر لبیک کہو:-

۱- ہر احمدی اقرار کرے کہ وہ تین سال تک ایک کھانے سے زیادہ نہیں کھائے گا۔

۲- ہر احمدی اقرار کرے کہ وہ ضرورت سے زیادہ کپڑے تین سال تک نہیں بنائے گا۔

۳- ہر احمدی اقرار کرے کہ وہ مکانوں کی آرائش و زیبائش پر تین سال تک روپیہ صرف نہیں کرے گا

۴- ہر احمدی عورت اقرار کرے کہ وہ زیور۔ گوٹہ۔ ٹھپہ۔ فیتہ وغیرہ پر تین سال تک روپیہ تباہ نہ کریگی۔

۵- ہر احمدی ڈاکٹر اقرار کرے کہ وہ آسان اور سستے نسخے لوگوں کو دیگا۔

۶- ہر احمدی مرد۔ عورت۔ بچہ۔ بوڑھا۔ جوان اقرار کرے کہ وہ تین سال تک سینما۔ تھیٹر۔ سرکس وغیرہ کسی قسم کا کھیل تماشا نہیں دیکھے گا۔ (باقی)

حیات النبی حصہ اول حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندانی حالات قیمت عہ ملنے کا پتہ الحکم بکڈپو قادیان

آؤ قادیان آؤ

قادیان میں آنا۔ پھر آیات اللہ کی تلاوت کے لئے آنا ہمارے ایمان میں ایک خاص تازگی پیدا کر دیتا ہے۔

جبکہ دنیا کے ہر ایک کونے سے مسموم ہوائیں چلائی جا رہی ہوں۔ تاکہ وہ روحانیت کا پودہ مرجھا جائے۔ اور جبکہ صدہا ڈاکو انسانی لباسوں میں ایسے پیدا ہو گئے ہوں کہ جو انسانی ایمان پر ڈاکہ ڈالنا چاہتے ہوں۔ اس وقت ہر انسان کا فرض ہوتا ہے کہ وہ کسی

حصار عافیت

میں داخل ہو جائے

ابتدائے دنیا سے ہی ملائکہ اور شیطان کی ایک جنگ چلی آتی ہے۔ مگر ہر وہ انسان جو اس جنگ میں خدائی لشکر کا سپاہی ہو جاتا ہے وہ

شیطانی حملوں سے بچایا جاتا ہے

حتی کہ وہ مایوس ہو کر کہہ اٹھتا ہے

لیس لی علی عبادک من سلطان

اس آخری زمانہ میں شیطانی حملہ بہت تیز ہو گیا ہے اور اس نے عالم مایوسی میں اپنے آخری تیر چلانے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اس کے چیلے چانٹے پورے زور سے گندے اور زہریلے مواد کو دنیا میں پھیلا رہے ہیں۔

کہتے ہیں کہ دنیا میں طریق جنگ تبدیل ہو گیا ہے۔ اور حکومتیں آیندہ جنگوں میں نہایت زہریلی ٹیوبیں استعمال کرینگی۔ جن میں اس قسم کے زہریلے جراثیم ہوں گے جو مخلوق انسانی کو تباہ کر دینگے

مگر روحانی جنگوں میں یہ ٹیوبیں پچاس سال سے استعمال ہو رہی ہیں۔ اخلاق کو تباہ کرنے والا لٹریچر۔ اخلاق سوز تصاویر۔ مذہب سے متنفر کرنے والی کتابیں۔ مذہب اور سائنس کو ظاہری شکل میں الگ الگ دکھا کر لوگوں کو پریشان کرنے والے حملے۔ پرستاران ظلمت کا غوغا اور ہجوم الحاد اور دہریت پھیلانے والی سوسائٹیاں۔ یہ وہ چیزیں ہیں جو خطرناک طور پر ارواح انسان پر زہریلے اثرات پیدا کر رہی ہیں۔ خدا تعالے نے اس شدید شیطانی ہجوم کے وقت اپنے بندوں کو بھلایا نہیں۔ بلکہ ان کے لئے ایک قصر امن بنایا جس کے دروازے پر موٹے اور جلی حروف میں لکھا پایا کہ

امن است در مکان محبت سرائے ما

وہ قصر امن قادیان میں تعمیر کیا گیا جہاں کسی طاغوتی کیڑے کا دخل نہیں ہو سکتا۔ جہاں داخل ہونے والوں کے لئے اس زمانہ کی تمام مسموم ہوائیں صاف کر دی جاتی ہیں۔ اور وہ نفس انسان کے لئے پاک و صاف ہو جاتی ہیں۔ جیسے خدا تعالیٰ نے اپنی تازہ وحی میں فرمایا کہ

آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے

یہ وہ مقام ہے۔ جہاں سلامتی کی آوازیں آتی ہیں انسان کی روح میں ایک خوشی اور مسرت داخل ہو جاتی ہے۔ اور وہ روحانی زندگی میں تروتازگی محسوس کرنے لگتا ہے

یہی وہ مقام ہے۔ جہاں زندے تو زندے مرنے والے بھی جو ہندوستان کے ہر گوشے کے سوا ماریشس۔ افغانستان اور سیلون تک سے دفن ہو کر صدق و وفا کے علاوہ اس امر پر مہر صداقت ثبت کر رہے ہیں۔ کہ بیشک آج اگر دنیا میں کوئی قصر امن ہے تو وہ قادیان ہے۔ وہ عاشقانہ زبانِ حال سے کہہ رہے ہیں ؎

چہ گویم با تو گر آئی بہادر قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

پس ہر انسان کا فرض ہے کہ وہ اس مقام کی طرف دوڑے جسے خدا نے اس زمانہ میں دنیا کے امن کے لئے چنا۔ وہ زمین پر ان آیات اللہ کی تلاوت کرے۔ جن کو دیکھ کر روح انسانی وجد میں آتی

یہاں وہ سورج چمکتا ہے جس کی شعاعیں تمام جراثیم کو ہلاک کر دیتی ہیں اور ایک جرثومے کو بھی باقی نہیں رہنے دیتی۔

یہاں وہ گھر ہے۔ جس کی چار دیواری لفظی اور معنوی طور پر

انی احافظ کل من فی الدار

کا نظارہ پیش کرتی رہی۔ اور اب بھی کر رہی ہے

یہاں وہ ام المومنین متعنا اللہ بطول حیاتہا موجود ہیں۔ جن کے متعلق خدا تعالیٰ نے فرمایا

انی معک و مع زوجک

خدا تعالے کی وحی نے اپنی معیت میں اس طرح لیا جس طرح اس پہلوان رب جلیل کو لیا۔

یہاں خدا کا پہلوان۔ محافظ امت ہے۔ جس کا نام مسجد کی دیوار پر

محمود

لکھا ہوا دیکھا گیا۔ اور آج وہ پوری شان سے حقیقی معنوں میں عابدوں۔ زاہدوں ساجدوں کا امام بن کر جلوہ نما ہو رہا ہے

یہاں ذریت طیبہ ہے

ہاں

یہاں خدا کے بہت سے بندے ایسے ہیں جنہوں نے مسیح موعود علیہ السلام کے آستانہ پر ایسی دھونی رمائی کہ پھر اٹھنے کا نام نہ لیا۔

پھر یہاں خدا

اپنے بندوں کی دعائیں سنتا ہے

یہاں انسانی قلب۔ تمام زنگوں سے دھویا جاتا ہے۔ اور اسے ایک نئی زندگی دی جاتی ہے یہاں جو آ گئے وہ آیت اللہ بن گئے اور جو آتا ہے وہ آیات اللہ بن جاتا ہے

پس آؤ

کہ تم تمام مصائب سے محفوظ رہو ——!

آؤ

کہ تم روحانی لذت و سرور حاصل ہو

آؤ

کہ امام وقت اور صلحاء امت کی صحبت میں چند دن گذریں۔

آؤ

کہ آیات اللہ کی تلاوت کر سکو

آؤ

کہ تم

یاتیک من کل فج عمیق
کے مصداق بن سکو!

حیات النبی حصہ دوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ابتدائی حالات قیمت عہ ملنے کا پتہ الحکم بکڈپو قادیان

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ملفوظات

(سلسلہ کے لئے دیکھیے اخبار الحکم مورخہ ۲۱/۲۸ نومبر ۱۹۳۴ء)

یاد رکھو ۔ صلوٰۃ میں حال اور قال دونوں کا جمع ہونا ضروری ہے ۔ بعض وقت اعلام تقدیری ہوتا ہے ۔ ایسی تصویر دکھائی جاتی ہے جس سے دیکھنے والے کو پتہ ملتا ہے کہ اس کا منشا یہ ہے ایسا ہی صلوٰۃ میں منشائے الٰہی کی تصویر ہے نماز میں جیسے زبان سے کچھ پڑھا جاتا ہے ویسے ہی اعضاء و جوارح کی حرکات سے کچھ دکھایا بھی جاتا ہے ۔ جب انسان کھڑا ہوتا ہے اور تحمید اور تسبیح کرتا ہے ۔ اس کا نام قیام رکھا ہے اب ہر ایک شخص جانتا ہے کہ حمد و ثنا کے مناسب حال قیام ہی ہے ۔ بادشاہوں کے سامنے جب قصائد سنائے جاتے ہیں ۔ تو آخر کھڑے ہو کر ہی پیش کرتے ہیں ۔ ادھر تو ظاہری طور پر قیام رکھا ہی ہے ۔ اور زبان سے حمد و ثنا بھی رکھی ہے ۔ مطلب اس کا یہی ہے کہ روحانی طور پر بھی اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑا ہو۔

حمد ایک بات پر قائم ہو کر کی جاتی ہے ۔ جو شخص مصدق ہو کر کسی کی تعریف کرتا ہے ۔ وہ ایک رائے پر قائم ہو جاتا ہے ۔ اس الحمد للہ کہنے والے کے لئے ضروری ہوا کہ وہ سچے طور پر الحمد للہ اسی وقت کہہ سکتا ہے کہ پورے طور پر اس کو یقین ہو جائے کہ جمیع اقسام محامد کے اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں ۔ جب یہ بات دل میں انشراح کے ساتھ پیدا ہو گی ۔ تو یہ روحانی قیام ہے کیونکہ دل اُسپر قائم ہو جاتا ہے ۔ اور وہ سمجھا جاتا ہے کہ کھڑا ہے ۔ حال کے موافق کھڑا ہو گیا تاکہ روحانی قیام نصیب ہو۔

پھر رکوع میں سبحان ربی العظیم کہتا ہے قاعدہ کی بات ہے ۔ جب کسی کی عظمت مان لیتے ہیں تو اس کے حضور جھکتے ہیں ۔ عظمت کا تقاضا ہے کہ اس کے لئے رکوع کرے ۔ پس سبحان ربی العظیم زبان سے کہا اور حال سے جھکنا دکھایا۔

یہ اس قول کے ساتھ حال دکھایا ۔ پھر تیسرا قول ہے سبحان ربی الاعلیٰ ۔ اعلیٰ افعل التفضیل ہے ۔ یہ بالذات سجدہ کو چاہتا ہے اس لئے اس کے ساتھ حالی تصویر سجدہ میں کرے گا ۔ اس اقرار کے مناسب حالی ہیئت فی الفور اختیار کرلی۔

اس قال کے ساتھ تین حال جسمانی ہیں ۔ ایک تصویر اس کے آگے پیش کی ہے ۔ ہر ایک قسم کا قیام بھی کرتا ہے ۔ زبان جو جسم کا ٹکڑا ہے ۔ اس نے بھی کہا اور وہ شامل ہو گئی

تیسری چیز اور ہے ۔ وہ اگر شامل نہ ہو تو نماز نہیں ہوتی ۔ وہ کیا ہے؟ وہ قلب ہے ۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ قیام ہو ۔ اور اللہ تعالیٰ اس پر نظر کرکے دیکھے کہ درحقیقت وہ حمد بھی کرتا ہے ۔ کھڑا بھی ہے ۔ اور روح بھی کھڑا ہوا حمد کرتا ہے ۔ جسم ہی نہیں بلکہ روح بھی کھڑا ہے ۔ اور جب سبحان ربی العظیم کہتا ہے ۔ تو دیکھے اتنا ہی نہیں کہ صرف عظمت کا اقرار ہی کیا ہے نہیں بلکہ ساتھ ہی جھکا بھی ہے ۔ اور اس کے ساتھ ہی روح بھی جھک گیا ہے ۔ پھر تیسری نظر میں خدا کے حضور سجدہ میں گرا ہے ۔ اس کی علو شان کو ملاحظہ میں لا کر اس کے ساتھ ہی دیکھے کہ روح بھی الوہیت کے آستانہ پر گرا ہوا ہے ۔ غرض یہ حالت جب تک پیدا نہ ہولے اسوقت تک مطمئن نہ ہو ۔ کیونکہ یقیمون الصلوٰۃ کے معنی یہی ہیں۔

اگر یہ سوال ہو کہ یہ حالت پیدا کیونکر ہو؟ تو اس کا جواب اتنا ہی ہے کہ نماز پر مداومت کی جاوے اور وساوس اور شبہات سے پریشان نہ ہو۔ ابتدائی حالت میں شکوک و شبہات سے ایک جنگ ضروری ہے ۔ اس کا علاج یہی ہے کہ نہ تھکنے والے استقلال اور صبر کے ساتھ لگا رہے اور خدا تعالیٰ سے دعائیں مانگتا رہے ۔ آخر وہ حالت پیدا ہو جاتی ہے ۔ جس کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے۔

یہ تقویٰ عملی کا ایک جزو ہے اور دوسری جز و اس کی ممّا رزقنٰھم ینفقون ہے ۔ جو کچھ دے رکھا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں ۔ عام لوگ رزق سے مراد اشیائے خوردنی لیتے ہیں ۔ یہ غلط ہے جو کچھ قویٰ کو دیا جاوے وہ بھی رزق ہے ۔ علوم و فنون وغیرہ معارف حقائق عطا ہوتے ہیں ۔ یا جسمانی طور پر معاش مال میں فراخی ہو۔

بعض میں حکومت بھی شامل ہے ۔ اور اخلاق فاضلہ بھی رزق ہی میں داخل ہیں ۔ یہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو کچھ ہم نے دیا ہے ۔ اس میں سے خرچ کرتے ہیں یعنی روٹی میں سے روٹی دیتے ہیں ۔ علم میں سے ....علم ۔ اور اخلاق میں اخلاق ۔ علم کا دینا تو ظاہری ہے ۔ یہ یاد رکھو کہ وہ ہی بخیل نہیں ہے جو اپنے مال میں سے کسی مستحق کو کچھ نہیں دیتا ۔ بلکہ وہ بھی بخیل ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے علم دیا ہو ۔ وہ دوسرے کو سکھانے میں مضائقہ کرے ۔ محض اس خیال سے اپنے علوم و فنون سے کسی کو واقف نہ کرنا کہ اگر وہ سیکھ جاوے تو ہماری بے قدری ہو جائے گی ۔ یا آمدنی میں فرق آ جائے گا ۔ شرک ہے کیونکہ اس صورت میں وہ اس علم یا فن کو ہی اپنا رازق اور خدا سمجھتا ہے ۔ اسی طرح پر جو اپنے اخلاق سے کام نہیں لیتا ۔ وہ بھی بخیل ہے ۔ اخلاق کا دینا یہی ہوتا ہے کہ جو اخلاق فاضلہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے دے رکھے ہیں ۔ اس کی مخلوق سے ان اخلاق سے پیش آوے ۔ وہ لوگ اس کے نمونہ کو دیکھ کر خود بھی اخلاق پیدا کرنے کی کوشش کرینگے ۔ اخلاق سے اسقدر ہی مراد نہیں ہے کہ زبان کی نرمی اور الفاظ کی نرمی سے کام لے نہیں بلکہ شجاعت ۔ مروت ۔ عفت جس قدر قوتیں انسان کو دی گئی ہیں درحقیقت سب اخلاقی قوتیں ہیں ان کا برمحل استعمال کرنا ہی اُن کو اخلاقی حالت میں لے آتا ہے ایک موقعہ مناسب پر غضب کا استعمال بھی اخلاقی رنگ اختیار کر لیتا ہے ۔ یہ نہیں کہ انجیل کی تعلیم کی طرح ایک ہی پہلو اپنے اندر رکھتی ہے کہ ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری پھیر دو ۔ یہ اخلاق نہیں ہے ۔ اور نہ یہ تعلیم حکمت کے اصول پر مبنی ہو سکتی ہے ۔ اگر ایسا ہو تو تمام فوجوں کا موقوف کر دینا اور ہر قسم کے آلات حرب کو توڑ دینا لازم آئے گا ۔ اور مسیحی دنیا کو بطور ایک خادم کے رہنا پڑے گا ۔ کیونکہ اگر کوئی کرتا مانگے تو چوغہ بھی دینا پڑے گا ۔ ایک کوس بیگار لیجانا چاہے ۔ تو دو کوس جانے کا حکم ہے پھر عیسائی لوگوں کو کس قدر مشکلات پیش آئیں اور اگر اس تعلیم پر عمل کریں نہ اُن کے پاس ضروریات زندگی بسر کرنے کو کچھ رہے ۔ اور نہ کوئی آرام کی صورت ۔ کیونکہ جو کچھ اُن کے پاس ہو کوئی مانگ لے ۔ تو پھر ان کے پاس خاک رہ جائے اگر محنت اور مزدوری سے کمانا چاہیں ۔ تو کوئی بیگار میں لگا دے ۔ غرض اس تعلیم پر زور تو بہت دیا گیا ہے ۔ اور پادریوں کو دیکھا ہے کہ وہ بازاروں میں اس تعلیم کی بڑی شد و مد سے تعریف کرکے وعظ کرتے ہیں ۔ لیکن جب عمل پوچھو تو کچھ نہیں ہے ۔ گویا گفتنی ہی سب کچھ ہے کرنے کے واسطے کچھ نہیں ۔ اس لئے اس کا نام اخلاق

حیات احمد جلد اول
یعنی حیات النبی کا حصہ سوم ۔ حضرت مسیح موعود کے زمانہ پیدائش سے لے کر زندگی تک حالات قیمت صرف عہ
ملنے کا پتہ ۔ الحکم بکڈپو قادیان

نہیں ہے۔

اخلاق یہ ہے کہ تمام قویٰ کو جو اللہ تعالیٰ نے دیئے ہیں برمحل استعمال کیا جاوے۔ مثلاً عقل دی گئی ہے اور کوئی دوسرا شخص جس کو کسی امر میں واقفیت نہیں اس کے مشورہ کا محتاج ہے۔ اور یہ پوری واقفیت رکھتا ہے۔ تو اخلاق کا تقاضا یہ ہونا چاہیئے کہ اپنی عقل سلیم سے اس کو پوری مدد دے اور اسکو سچا مشورہ دے۔ لوگ ان باتوں کو معمولی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اور کہدیتے کہ ہمارا کیا بگڑتا ہے۔ اس کو خراب ہونے دو۔ یہ شیطانی عقل ہے انسانیت سے بعید ہے کہ وہ کسی دوسرے کو بگڑتا دیکھے اور اس کی مدد کے لئے تیار نہ ہو۔ نہیں بلکہ چاہیئے کہ نہایت توجہ اور دلدہی سے اس کی بات سُنے اور اپنی عقل و سمجھ سے اس کو ضروری مدد دے۔

لیکن اگر کوئی یہاں اعتراض کرے کہ مما رزقناھم کیوں فرمایا مما کے لفظ سے بخل کی بو آتی ہے۔ چاہیئے تھا کہ

ہرچہ داری خرج کن در راہ او

اصل بات یہ ہے کہ اس سے بخل ثابت نہیں ہوتا۔ قرآن شریف خدائے حکیم کا کلام ہے۔ حکمت کے معنی ہیں شے را برمحل داشتن۔ پس مما رزقنھم میں اسی طرف اشارہ ہے۔ کہ محل اور موقع کو دیکھ کر خرچ کرو۔ جہاں تھوڑا خرچ کرنے کی ضرورت ہے۔ وہاں تھوڑا خرچ کرو۔ جہاں بہت خرچ کرنے کی ضرورت ہے وہاں بہت خرچ کرو۔

اب مثلاً عفو ہی ایک اخلاقی قوت ہے اسکے لئے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ آیا عفو کے لائق ہے یا نہیں۔ مجرم دو قسم کے ہوتے ہیں کہ ان سے کوئی حرکت ایسی سرزد ہو جاتی ہے جو غصہ تو لاتی ہے۔ لیکن وہ معافی کے قابل ہوتے ہیں اور بعض ایسے ہوتے ہیں۔ کہ اگر ان کی شرارت پر چشم پوشی کی جائے اور اس کو معاف کر دیا جاوے تو وہ زیادہ دلیر ہو کر مزید نقصان کا باعث بنتا ہے۔ مثلاً ایک خدمت گار ہے۔ جو بڑا نیک اور فرمانبردار ہے۔ وہ چاء لایا۔ اتفاق سے اسکو ٹھوکر لگی۔ اور چائے کی پیالی گر کر ٹوٹ گئی اور چائے بھی مالک پر گر گئی۔ اگر اس کو مارنے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا اور تیز اور تند ہو کر اس پر جا پڑے۔ تو یہ سفاہت ہوگی۔ یہ عفو کا مقام ہے کیونکہ اس نے عمداً شرارت نہیں کی ہے۔ اور عفو اس کو زیادہ شرمندہ کرتا اور آئندہ کے لئے محتاط بناتا ہے لیکن اگر کوئی ایسا شریر ہے کہ وہ ہر روز توڑتا ہے اور یوں نقصان پہنچاتا ہے۔ اسپر رحم یہی ہوگا کہ اس کو سزا دیجائے۔ پس یہی حکمت ہے۔ مما رزقنھم ینفقون میں۔

ہر ایک مومن اپنے نفس کا مجتہد ہوتا ہے۔ وہ محل اور موقع کی شناخت کرے۔ اور جس قدر مناسب ہو خرچ کرے۔ میں ابھی بتا چکا ہوں۔ کہ قرآن کی تعلیم حکیمانہ نظام اپنے اندر رکھتی ہے۔ اس کے بالمقابل انجیل کی تعلیم کو دیکھو کہ ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری پھیر دے وغیرہ وغیرہ کیسی قابل اعتراض ہے کہ اس کی پردہ پوشی نہیں ہو سکتی اور اس کی تعمیلی صورت ممکن ہی نہیں ہے۔ یہانتک کہ بڑے سے بڑا نرم خو اور تقدس مآب پادری بھی اس تعلیم پر عمل نہیں کر سکتا۔ اگر کوئی انجیل کی اس تعلیم کا عملی ثبوت لینے کے لئے کسی پادری صاحب کے منہ پر طمانچہ مارے۔ تو وہ بجائے اس کے کہ دوسری گال پھیرے پولیس کے پاس دوڑا جاوے گا۔ اور اس کو حکام کے سپرد کرا دے گا۔

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ انجیل معطل پڑی ہے۔ اور قرآن شریف پر عمل ہو رہا ہے۔ ایک مفلس اور نادار بڑھیا بھی جس کے پاس ایک جو کی روٹی کا ٹکڑا ہے۔ اس ٹکڑے میں سے ایک حصہ دے کر مما رزقنھم میں داخل ہو سکتی ہے۔ لیکن انجیل کے طمانچہ کھا کر گال پھیرنے کی تعلیم میں مقدس سے مقدس پادری بھی شامل نہیں ہو سکتا۔ ع

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

انجیل تو اس پہلو میں یہاں تک گری ہوئی ثابت ہوتی ہے کہ اور تو اور خود حضرت مسیح بھی اس پر پورا عمل نہ دکھا سکے۔ اور وہ تعلیم جو خود پیش کی تھی عملی پہلو میں انھوں نے ثابت کر دیا کہ وہ کہنے کے لئے ہے۔ ورنہ چاہیئے تھا کہ اس سے پیشتر کہ وہ گرفتار ہوتے۔ خود اپنے آپ کو دشمنوں کے حوالہ کر دیتے۔ اور دعائیں مانگنے اور اضطراب ظاہر کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی اس سے نہ صرف یہ ثابت ہوتا کہ وہ جو کچھ کہتے ہیں کر کے بھی دکھاتے ہیں۔ بلکہ یہ بھی ثابت ہو جاتا کہ وہ کفارہ ہی کے لئے آئے ہیں۔ کیونکہ اگر ان کی زندگی کا یہی کام تھا۔ کہ وہ خود کشی کے طریق سے دنیا کو نجات دیں۔ اور بقول عیسائیوں کے خدا بجز اس صورت کے نجات دے ہی نہیں سکتا تھا۔ تو ان کو چاہیئے تھا کہ جس کام کے لئے وہ بھیجے گئے تھے۔ وہ تو یہی تھا۔ پھر وعظ اور تبلیغ کی ضرورت ہی کیا تھی۔ کیوں نہ آتے ہی یہ کہدیا کہ مجھے پکڑو اور پھانسی دیدو تاکہ دنیا کی رستگاری ہو۔

(از اخبار الحکم ۱۷؍ اپریل سنہ ۱۹۰۱ء)

غرض قرآن کریم کی تعلیم ثابت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ حکیم ہے اور ذرہ ذرہ اس کے آگے ہے۔ اس نے ایسی تعلیم دی ہے جو انسانی قویٰ کی تکمیل کرتی ہے۔ اور عفو اور انتقام کو محل اور موقع پر رکھنے کے واسطے اس سے بڑھ کر تعلیم نظر نہیں آئے گی۔ اگر کوئی اس تعلیم کے خلاف اور کچھ پیش کرتا ہے تو وہ گویا قانون الٰہی کو درہم برہم کرنا چاہتا ہے۔ بعض طبائع طبعاً عفو چاہتی ہیں۔ اور بعض مار کھانے کے قابل ہوتی ہیں سب عدالتیں قرآن شریف کی تعلیم کے موافق کھلی رہ سکتی ہیں۔ اگر انجیل کے موافق کریں۔ تو آج ہی سب کچھ بند کرنا پڑے۔ اور پھر دیکھو کہ کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ انسان انجیلی تعلیم پر عمل کر ہی نہیں سکتا۔ پس یہ دو نمونے علمی اور عملی تقوے کے ہوتے ہیں۔ لیکن اس کے سوا تیسری قسم تقوے کی ہے۔

ویومنون بما انزل الیک

انسانی قوت شہادت کا محتاج ہے۔ ایسی راہ اختیار نہ کرے کہ پاک شہادتوں سے دور ہو۔ وہ راہ خطرناک راہ ہے۔ جس میں راستبازوں کی شہادتیں موجود نہیں ہیں۔ تقوے کی راہ یہی ہے کہ جس میں زبردست شہادتیں ہر زمانہ میں زندہ موجود ہوں۔ مثلاً تم نے راہ پوچھا کسی نے کچھ کہا کہ یہ راہ فلاں طرف جاتا ہے۔ مگر دس کہتے ہیں کہ نہیں فلاں طرف جاتا ہے۔ تو اب تقوے کا تقاضا یہ ہے کہ ان بھلے مانس آدمیوں کی بات مان لو۔ یہ یاد رکھو کہ شہادت پاکبازوں کی ہی مقبول اور موزوں ہوتی ہے۔ بدمعاشوں کی شہادت کبھی مقبول نہیں ہو سکتی یہ تیسری قسم تقوے کی ہے جو یومنون بما انزل الیک میں بیان ہوئی ہے۔ اس کو چھوڑ کر بھی لوگ بہت خراب ہوتے ہیں ہمارے ساتھ جو لوگوں نے مخالفت کی ہے تو اسی وجہ سے کہ انھوں نے تقویٰ کی اس قسم کو چھوڑ دیا۔ خدا تعالیٰ کا کلام تیس آیتوں میں ہمارا موید ہے کبھی وہ یا عیسیٰ انی متوفیک کہہ کر کبھی فلما توفیتنی کہہ کر کبھی ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل کہہ کر۔ غرض کبھی کسی پیرایہ میں کبھی کسی صورت میں پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ یہی راہ سچی ہے جس پر ہم بفضلہ تعالیٰ قائم ہیں۔ اور اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مسیح موعود کو حضرت یحییٰ کے ساتھ معراج میں دیکھتے ہیں۔ اور یہ پکی بات ہے کہ ان دونوں میں کوئی خاص فرق جو زندوں اور مردوں میں ہونا چاہیئے نہیں بتایا کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عمر بتا کر یہ شہادت دیتے ہیں کہ وہ مر گیا۔ اور کبھی آنے والے مسیح موعود اور اسرائیلی مسیح کا حلیہ جدا جدا بتا کر سمجھاتے ہیں کہ وہ مر گیا یہ شہادتیں تو حدیث اور قرآن کی ہیں ان کے علاوہ تمام صحابہ کی شہادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی وفات پر ہوتی ہے کہ سب نبی مر گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ علیہ وسلم کی نسبت کہا کہ ابھی نہیں مرے اور تلوار کھینچ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر یہ خطبہ پڑھتے ہیں کہ ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل اب اس موقعہ پر جو ایک قیامت کا میدان تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں۔ اور کل صحابہ جمع ہیں۔ یہاں تک کہ اسامہ کا لشکر بھی روانہ نہیں ہوا۔

(باقی دارد)

حیات احمد جلد دوم نمبر اول براہین احمدیہ سے آغاز بیعت تک کے حالات قیمت ۸ ملنے کا پتہ الحکم بکڈپو قادیان —

میں کیونکر احمدی ہوا

حضرت شیخ غلام احمد صاحب واعظ سابق ہیرا لعل صاحب کی قلم سے۔

(۲)

گورنمنٹ ہائی سکول لدھیانہ

مسلمانان لدھیانہ نے مشورہ کرکے مجھے گورنمنٹ ہائی سکول لدھیانہ میں تعلیم کے لئے داخل کر دیا۔ اسوقت اس سکول کے ہیڈ ماسٹر لالہ رام لچھمن صاحب تھے۔ جو کٹر آریہ سماجی تھے۔ ان کے ماتحت بعض ہندو ٹیچروں نے مجھے طرح طرح کی تکلیفیں دینی شروع کر دیں۔ حتیٰ کہ ایک ہندو ٹیچر نے ایک بہانہ بنا کر مجھے سخت زدوکوب کیا۔ میرے بازو پر سخت ضرب آئی۔ مسلمان طالب علموں نے اس ہندو ٹیچر سے انتقام لینا چاہا۔ مگر میں نے ان کو روک دیا۔ اسلئے کہ اس نے مجھے محض تعصب کی وجہ سے زدوکوب کیا تھا۔ ورنہ میں تعلیم میں کمزور نہ تھا یا مجھے کوئی بدعادت نہ تھی۔ میں نے لدھیانہ کا مدرسہ چھوڑ دیا۔ اور پٹیالہ چلا گیا۔ اور کچھ عرصہ بعد پھر لدھیانہ آگیا۔

آریہ سکول

پھر مسلمانوں نے اتفاق کرکے مجھے آریہ سکول میں داخل کر دیا۔ وہاں سردار نتھا سنگھ صاحب بی اے آریہ سکول کے ہیڈ ماسٹر تھے۔ وہ اب تک زندہ ہیں۔ ان کو میرے ساتھ حسن عقیدت ہے۔ اور ہمیشہ اپنے اخلاص و محبت کو لوجہ اللہ ظاہر کرتے رہتے ہیں۔ کچھ عرصہ بعد میں نے آریہ سکول بھی چھوڑ دیا۔ اور انگریزی تعلیم بند کر دی۔ اور دینی تعلیم حاصل کرتا رہا۔

مرد خدا کی تلاش

اب مجھے کسی مرد خدا کی تلاش شروع ہوئی۔ لدھیانہ محلہ ڈھولیوال میں حضرت حاجی الٰہی بخش صاحب نقشبندی مجددی مرحوم کا چودھری احمد یار صاحب مرحوم نے ذکر کیا۔ میں ان کی خدمت میں تین روز جاتا رہا۔ اس کے بعد میں نے ان کی خدمت میں بیعت کے لئے عرض کیا۔ بیعت کیوقت انھوں نے میرا نام پوچھا۔ میں نے بے اختیار **غلام احمد** کہدیا۔ اس کے بعد میں غلام احمد مشہور ہو گیا۔ اس کی حقیقت میں یہی سمجھتا ہوں کہ میں کسی احمد کا غلام تھا۔

یہ بزرگ خاص مردان خدا میں سے تھے۔ انکی مجلس میں خدائی محبت ترقی کرتی تھی۔ اور یہ شریعت اسلام کے ہر طرح پابند تھے۔

تبلیغ و وعظ

اسکے بعد میں پنجاب میں اکثر اضلاع میں پھرنے لگا وعظ کرتا۔ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تبلیغ کرتا

ملازمت

کچھ عرصہ میں نے نواب محمد حیات خان صاحب مرحوم کی ملازمت کرلی اوراس کی وجہ سے واہ ضلع حسن ابدال میں رہتا تھا

ہری پور میں وعظ

ایک دفعہ ہری پور ہزارہ کی جامع مسجد میں مجھے وعظ کا موقع ملا۔ میں نے بیان کیا کہ جس اسلام کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں لے کر مبعوث ہوئے تھے۔ اور جو کہ قرآن شریف میں محفوظ ہے۔ مسلمانوں کے ہر طبقے میں وہ نمونہ نہیں پایا جاتا۔ اسی لئے **انک لا تسمع الموتی** ارشاد ربانی ہے۔ جس سے مراد مردہ دل ہیں۔

ایک مولوی حیات گل صاحب غزنوی مولوی عبد الجبار صاحب غزنوی کے داماد اس مسجد میں امام تھے۔ ان کو یہ خیال گذرا کہ یہ کوئی مرزائی ہے۔ جو قرآنی آیت کی تاویل کرتا ہے۔ جب میں وعظ کرکے بیٹھ گیا۔ لوگ میرے اردگرد بیٹھ گئے۔ اور انھوں نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کہاں کے رہنے والے ہیں؟۔ میں نے کہا کہ میرا وطن لدھیانہ ہے۔ انھوں نے کہا کہ کہ آپ قادیانی مرزا صاحب کو جانتے ہیں؟ میں نے کہا کہ ہاں میں جانتا ہوں۔ انھوں نے کہا کہ وہ کیسے آدمی ہیں؟ میں نے کہا کہ وہ بڑے نیک آدمی ہیں۔ انھوں نے کہا کہ تو دجال ہے۔ تو لعین ہے۔ تو کافر ہے تو شیطان ہے۔ اور ایک اشتہار محمد الدین تاجر کتب لاہوری کا لے آئے۔ جس میں لکھا ہوا تھا کہ مرزا صاحب معجزات۔ ملائکہ۔ یوم آخرت کے منکر ہیں۔ میں نے جواب دیا کہ جس مرزا کو میں نے نیک کہا ہے وہ تو فرشتوں اور یوم آخرت کا معتقد ہے۔ اور معجزات خود اسکے ہاتھ پر ظاہر ہوتے ہیں۔ اور رسول کریم یا انبیاء کرام کے معجزات کا منکر نہیں۔ میں نے ان کی کتاب آئینہ کمالات اسلام پڑھی ہے خود ان کے ہاتھ پر اسلام کے اعجازی برکات ظاہر ہوتے ہیں۔ یہ کوئی اور مرزا ہوگا۔ جس کا آپ ذکر کر رہے ہیں۔ اور اگر فی الحقیقت مرزا صاحب قادیانی کے عقائد میں تبدیلی ہوگئی ہے۔ تو ان کی جگہ میں نہیں پکڑا جاؤں گا۔ اور یہ بات میری سمجھ سے بالاتر ہے کہ کسی شخص کو نیک کہنے سے مومن شیطان لعین ہو جاتا ہے۔ اور میں نے تو ابھی مرزا صاحب کی بیعت نہیں کی۔

پھر وہ حاضرین مولوی صاحب کے گرد ہو گئے کہ شیخ صاحب سے معافی مانگو۔ پھر وہ مولوی رو رو کر مجھ سے معافی مانگنے لگا۔ میں نے کہا کہ میرا آپ نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ بلکہ تعلیم الاسلام کی آپ نے مخالفت کی ہے۔ کیونکہ قرآن کریم میں **ابن السبیل۔ اکرام الضیف۔** نو مسلم کی تالیف القلوب کے لئے احکام درج ہیں۔ آپ نے ان کی خلاف ورزی کی ہے۔ اس لئے آپ خدا تعالے سے معافی مانگیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت اولیٰ کیوقت

حضرت مسیح موعودؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب لدھیانہ میں میں نے اسوقت اسلئے بیعت نہیں کی کہ میں نقشبندیہ خاندان میں بیعت کر چکا تھا۔ اسلئے مکرر بیعت کی ضرورت نہ سمجھتے ہوئے اسوقت حضرت مرزا صاحب کو محض استفادہ کے لئے رہنما یقین کرتا تھا۔ ہمیشہ حضرت صاحب سے میرا تعلق لوجہ اللہ تعالے رہا۔

ایک دفعہ لدھیانہ سے پیدل چل کر میں قادیان آیا۔ اسوقت صرف حضرت مولانا مکرم خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکان تعمیر ہوا تھا۔ یا ایک پریس تھا۔ آٹھ دس روز رہ کر واپس چلا گیا۔ بیعت اسدفعہ بھی سابق خیال کے ماتحت نہیں کی گئی تھی۔

بیعت

ہری پور ہزارہ کے واقعہ کے پیش آنے کے بعد میں قادیان آیا۔ سنہ ۱۹۰۰ء کے سالانہ جلسے کے موقع پر مسجد اقصیٰ کے درمیانی دروازے میں بروز جمعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ بیعت کا شرف حاصل کیا۔ حضرت صاحب کے ہاتھ میں سب سے پہلے میرا ہاتھ تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے **ایک جلالی آنکھ سے میری طرف دیکھا اور قریبًا ایک گھنٹہ میری محویت کی حالت رہی۔ اور بے اختیار میری زبان پر ولفخت فیہ من روحی** اللہ تیرا احسان ہے۔ جاری رہا۔

قادیان کی رہائش

سنہ ۱۹۰۰ء کے بعد قادیان میں خدا کے فضل سے مقیم ہوگیا۔ اور تھوڑے عرصہ کے بعد میں نے شیر فروشی کی دکان کرلی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا کہ میں سیر بھر دودھ روزانہ آپ کے لئے بھیجا کروں گا آپ نے فرمایا **میں نے تو بکری رکھی ہوئی ہے۔** مگر میں تین روز دودھ بھیجتا رہا۔ چوتھے روز آپ نے کہلا بھیجا کہ آج دودھ نہ بھیجنا۔

شریعت اسلام پر عمل

میں نے رقعہ کے ذریعہ عرض کیا کہ کیا حضور ناراض ہوگئے ہیں۔ یا دودھ اچھا نہیں ہوتا۔ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ **شریعت اسلام میں دعوت کی حد تین دن ہے۔ اللہ کریم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تعلیمًا فرماتا ہے وما انا من المتکلفین** پس میں نے اسی پر عمل کیا۔

مجھے یہ نسخہ ہاتھ آگیا۔ میں تین چار روز کا وقفہ ڈال کر پھر دودھ بھیج دیتا تھا۔

حضرت صاحب نے جب دیکھا کہ یہ باقاعدہ دودھ بھیجتا ہے۔ تو اس کے بعد آدھ سیر دودھ روزانہ منگوالیا کرتے تھے

جب میری طبیعت کبھی پریشان ہوتی تو حضرت صاحب کی مجلس میں چلا جاتا تھا۔ حضور کا چہرہ دیکھتے ہی پریشانی کافور ہو جاتی تھی۔

ایک دفعہ میں حضرت صاحب کی خدمت میں فیرینی کی رکابیاں بنا کر لے گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کبھی دروازے پر تشریف لے آیا کرتے تھے۔ کبھی مجھے خود اندر بلا لیتے تھے۔ اس موقع پر حضور دروازے پر خود تشریف لے آئے۔ اور فرمایا

"اوہو۔ آپ نے بڑی تکلیف کی۔ میں صرف ایک رکابی لے لیتا ہوں"

میں نے کہا۔ حضور کی ایک ہی رکابی ہے باقی رکابیاں اہم دار حضرت ام المومنین۔ صاحبزادگان اور صاحبزادیوں کی ہیں۔ آپ نے فرمایا

اچھا میں ایک اور لے لیتا ہوں

آپکی مہمان نوازی

میں نے پھر کہا کہ حضور کی تو ایک ہی رکابی ہے

آپ نے فرمایا اچھا میں ایک اور لے لیتا ہوں اس کے بعد میں ادب کے ماتحت خاموش ہو گیا۔ پھر آپ نے فرمایا

باقی رکابیاں میرے مہمان کھائینگے

یہ غالباً ۱۹۰۶ء کے سالانہ جلسے کا موقع تھا۔ میں نے باقی رکابیاں آکر مہمانوں کو یہ کہہ کر کھلا دیں کہ حضرت صاحب نے فرمایا ہے کہ باقی رکابیاں میرے مہمان کھائینگے۔

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خواہش ظاہر کی کہ

ہمارے سلسلہ میں واعظین کا ہونا ضروری ہے لوگ اپنی اپنی زندگیاں وقف کرکے اور درخواستیں مفتی محمد صادق صاحب کے پاس جمع کرتے جائیں۔ یکصد تعداد ہونے پر مبلغین روانہ کروں گا۔ تعداد پوری ہونے پر ایک صاحب کے متعلق حضرت صاحب نے ارادہ ظاہر کیا (ان کا نام لینا میں پسند نہیں کرتا) انکے معاملے میں مولوی محمد علی صاحب مدرسے کی ملازمت کی وجہ سے رک ہو گئے اور وہ صاحب بھی جرأت نہ کرسکے کہ حضرت صاحب کے حضور پیش ہو جاتے۔ حضرت صاحب نے فرمایا سب درخواستیں چاک کر دو۔ جب میرے پاس روپیہ ہوگا میں مبلغین کو بلالوں گا۔ اسوقت تو مجھے ایسوں کی ضرورت ہے۔ جو بھوکے رہیں۔ پیدل چلیں۔ مار کھائیں"

(باقی آئندہ)

جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ

امسال جلسہ سالانہ کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۲۶۔۲۷۔۲۸ دسمبر تاریخیں منظور فرمائی ہیں۔ احباب کو ابھی سے جلسہ میں شمولیت کی تیاری شروع کر دینی چاہیئے۔ اور ساتھ ہی کوشش کرنی چاہیئے کہ اپنے غیر احمدی دوستوں اور رشتہ داروں کو بھی لاسکیں (ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

چندہ جلسہ سالانہ جلد ادا فرمائیں

چونکہ جلسہ سالانہ قریب آگیا ہے۔ اس کے لئے سامان خورونوش و دیگر انتظامات سرعت کے ساتھ کئے جارہے ہیں۔ جن کے لئے روپیہ کی فوری ضرورت ہے احباب اور جماعتوں کو چاہیئے کہ وہ بہت جلد اپنا اپنا چندہ جلسہ سالانہ ادا فرما کر عنداللہ ماجور ہوں تا انتظامات جلسہ میں منتظمین کے لئے روپیہ کی قلت کے باعث کوئی دقت پیدا نہ ہو۔

(ناظر بیت المال قادیان)

سالانہ جلسہ پر تاجرانہ نمائش

امسال سالانہ جلسہ کے موقعہ پر حسب ذیل تجویز مجلس مشاورت ۱۹۳۴ء تاجرانہ نمائش منعقد کی جائے گی۔ جس کے لئے ملک محمد طفیل صاحب محلہ دارالبرکات قادیان کی خدمات حاصل کی گئی ہیں۔ تاجر دوستوں کو چاہیئے کہ وہ اس نمائش کو کامیاب بنانے کے لئے اپنے اپنے علاقہ کی اشیاء فروخت کیلئے سالانہ جلسہ پر قادیان لے آئیں اور اس بارے میں ملک محمد طفیل صاحب مہتمم تاجرانہ نمائش جلسہ سالانہ سے خط و کتابت کریں۔

(ناظر امور عامہ)

چندوں کی ادائگی کے متعلق

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا خاص ارشاد

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ۹ نومبر ۱۹۳۴ء کے خطبہ جمعہ میں جو الفضل ۱۸ نومبر میں شائع ہو چکا ہے جماعت احمدیہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ہے

"یاد رکھو کہ استقلال اصل چیز ہے۔ اور استقلال کے یہ معنی ہیں کہ قربانیوں پر مداومت اختیار کی جائے۔ مگر جو شخص چھوٹی قربانی نہیں کرتا۔ اس سے کیا یہ امید ہو سکتی ہے کہ آئندہ بڑی قربانیوں کو پورا کر سکے گا۔ پس میں جماعتوں اور افراد جماعت کی ان تاروں اور خطوں پر اعتماد کرتے ہوئے۔ جن میں انہوں نے سلسلہ کے لئے اپنی جانیں اور اپنے اموال قربان کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ کہتا ہوں کہ ہر وہ شخص جس کے چندوں میں کوئی نہ کوئی بقایا ہے۔ یا ہر وہ جماعت جس کے چندوں میں بقائے ہیں۔ وہ فوراً اپنے اپنے بقائے پورے کرے اور آئندہ کے لئے چندوں کی ادائگی میں باقاعدگی کا نمونہ دکھائے۔ جو جماعتیں میرے اس حکم کے مطابق اپنے اپنے بقایوں کو ادا کرتے ہوئے آئندہ کے لئے چندوں میں باقاعدگی اختیار کرینگی میں سمجھوں گا کہ انہوں نے اپنے اقرار کو پورا کیا۔ اور آئندہ کی جدوجہد میں ان پر اعتماد کیا جا سکتا ہے۔ اور اگر ایسا نہیں کریں گی تو ان کا اقرار قابل اعتبار نہیں سمجھا جائے گا"

پس ہر ایک جماعت احمدیہ کا فرض ہے کہ حضور کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے۔ بہت جلد اپنے اپنے بقائے صاف کر دے۔ اور آئندہ باقاعدہ چندہ کی ادائگی کا التزام کرکے دفتر ہذا کو مطلع فرمائے تا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونے والی فہرست میں ان کا نام درج کیا جا سکے۔

(ناظر بیت المال قادیان)

ماہ دسمبر ۱۹۳۴ء کیلئے ۲۵ فیصدی رعایت

فیض عام شربت فولاد ایک نفیس مقوی اور مصفی خون شربت ہے اور عرصہ چھ سال سے عورتوں کی خاص امراض دور کرنے میں جو کمال اسے حاصل ہے۔ وہ اس کی ممتاز حیثیت ہے۔ چہرے کے داغ۔ رنگت کا پھیکا پڑ جانا حیض کی کمی یا بندش۔ پیڑو کی درد۔ لیکوریا۔ اٹھرا۔ اور ہسٹریا کیلئے بہترین مفید ہے۔ چنانچہ جناب سردار امیر محمد خان صاحب تمندار آنریری مجسٹریٹ درجہ اول کوٹ قیصرانی تحریر فرماتے ہیں "اگرچہ میری طبیعت اشتہاری دواؤں سے متنفر تھی۔ لیکن اشتہار ایک احمدی بھائی کی طرف سے اور احمدیت کے مرکز سے جاری شدہ تھا۔ اسلئے آپ کی خدمت میں شربت فولاد کے لئے لکھا گیا۔ جو کہ آپنے فوراً بھیجدیا۔ مریضہ ہسٹریا کے مرض میں اکثر مبتلا رہتی تھی۔ خدا کے فضل و کرم سے مریضہ کو اب بالکل آرام ہے۔ اور آپ کا فرمانا بالکل بجا ثابت ہوا ہے۔ اور جو جو فوائد شربت مذکور کے بتلائے گئے تھے ویسے ہی پائے۔ مہربانی فرما کر ایک بوتل بذریعہ وی پی روانہ فرمائیں۔"

قیمت فی شیشی پچاس خوراک دو روپے رعایتی ایک روپیہ آٹھ آنے محصول ڈاک الگ

فیض عام میڈیکل ہال قادیان (پنجاب)

عشاق احمد

(۲)

حضرت منشی محمد اروڑے خان صاحب رضی اللہ عنہ

(سید عزیز الرحمان صاحب بریلوی مہاجر قادیان کی زبان سے)

۶

اہل بیت سے محبت

ایک دفعہ حضرت میر ناصر نواب صاحب رضی اللہ عنہ لنگر کے لئے چندہ جمع کرنے گئے۔ میر صاحب نے منشی صاحب سے فرمایا کہ لنگر مقروض ہے آپ کچھ چندہ دیں۔ انھوں نے دو روپے نکال کر دیئے اور کہا کہ یہ آپ کی نذر ہیں۔ اور پھر دو پونڈ نکال کر دیئے کہ یہ حضرت ام المومنین کی خدمت میں دے دیں۔

حضرت میر صاحب کو تعجب ہوا انھوں نے کہا کہ میں تو لنگر خانہ کے چندہ کے متعلق کہتا ہوں لنگر مقروض ہے۔ تو فرمانے لگے

مینے چندہ نہیں پڑھا

(نوٹ) اس سے مراد ان کی یہ تھی کہ میرا جو کچھ ہے وہ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے ہے۔ اور میں کچھ نہیں جانتا۔

۷

حضرت خلیفة المسیح ثانی سے محبت

جب آپ ہجرت کر کے تشریف لے آئے تو مجھے فرمانے لگے کہ میاں کے متعلق کوئی بات سناؤ (یعنی حضرت خلیفہ ثانی کے متعلق) مینے کہا کہ ایک دفعہ حضرت خلیفہ اول رض فرمانے لگے کہ میں نے خواب میں شیطان کو دیکھا ہے۔ وہ بڑا لمبا چمٹا ہاتھ میں لئے ہوئے تھا۔ اور میں یہ پڑھتا رہا۔ اور شیطان بھاگ گیا۔ پھر آپ نے حضرت صاحبزادہ صاحب سے کہا کہ میاں کبھی آپ نے بھی خواب میں شیطان کو دیکھا ہے؟ فرمانے لگے ہاں مینے بھی دیکھا ہے۔ فرمایا کس شکل میں؟ تو کہا خود بلی کی شکل میں

اسوقت آپ مسجد اقصیٰ میں درس دینے لگے تھے۔ فرمایا میاں مبارک ہو۔ میاں مبارک ہو۔ کئی بار یہ الفاظ دوہرائے۔ پھر فرمایا کہ میاں! رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بلی کی شکل میں دیکھا تھا۔

حضرت منشی اروڑے خان صاحب اس روایت کو سن کر بہت خوش ہوئے

(۸)

حضرت منشی صاحب اکثر مجھ سے ملنے تشریف لاتے میں ان دنوں ہائی سکول کے کوارٹروں میں رہتا تھا وہ پہلے مسجد نور کے کنوئیں پر جاتے۔ چونکہ وہ حد درجہ کے سادہ مزاج آدمی تھے۔ اسلئے گلے میں کرتا اور ایک تہبند ہی باندھے رکھتے۔ جب کنوئیں پر جاتے تو لوگوں سے کہتے کہ اپنا اپنا منہ پھیر لو۔ اور خود پانی میں اتر کر ننگے نہاتے اور ادھر اسطرح پردہ کرا کر باہر نکل آتے۔ نہا کر سیدھے گھر تشریف لاتے اور میرے مکان کی چوکھٹ پر بیٹھ جاتے۔ مجھے فرماتے ذرا اپنی بیوی کو بلاؤ۔ میں جب بلاتا تو کہتے مجھے حضرت میاں کی (خلیفہ ثانی) کی کوئی روایت سناؤ۔ جب وہ کوئی بات سناتی تو سن کر بہت خوش ہوتے۔

میری بیوی ہمیشہ ان کو ایک پان اور ایک پھولوں کا ہار...... پیش کیا کرتی تھی۔ جب ہار نہ مل سکتے تو صرف پان ہی پیش کر دیتی۔

کبھی کبھی وہ حضرت صاحب کے متعلق جبکہ ابھی وہ خلیفہ نہ تھے۔ مجھ سے بھی ایسا سوال کیا کرتے تھے مینے ایک دفعہ حضرت صاحب کا ایک کشف سنایا کہ

کشف

عالم کشف میں مینے دیکھا کہ ایک نوری ستون ہے جو زمین سے آسمان تک چلا گیا ہے۔ اس میں سے ایک ہاتھ نکلا اس میں ایک دودھ کا پیالہ ہے۔ پھر مجھے آواز آئی کہ اسے پی لے تیری امت ہلاک نہیں ہوگی (کچھ اسی قسم کے الفاظ تھے آخری فقرے پورے طور سے یاد نہیں رہے)

اس کشف کو سنکر بہت ہی خوش ہوئے۔

(۹)

نیلامی میں کوٹ خرید لیا

ایک دفعہ حضرت منشی اروڑے خاں صاحب نے نیلامی میں سے وردی کا ایک پرانا کوٹ خرید لیا۔ حضرت منشی محمد خان صاحب کو یہ دیکھ کر بہت تکلیف ہوئی اور ناراض ہو کر فرمایا آپ یہ کیا کرتے ہیں یہ سن کر منشی اروڑے خان صاحب فرمانے لگے:۔

"مجھے زندگی گذارنی ہے۔ اس کوٹ سے جاڑا بخوبی گزر جائے گا۔ بعد کو کسی غریب کو دے دوں گا۔ مجھے کیا ضرورت ہے تکلفات کے کوٹ بناؤں"

اس سے آپ کی زندگی اور دنیا کی آرائش و زیبائش سے سرد مہری کا پتہ چلتا ہے۔ ان کا دل ہر وقت یہی چاہتا تھا کہ جو کچھ جمع ہو لا کر حضرت اقدس سیدنا مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت ام المومنین کے قدموں پر نچھاور کر دیں اور اس غرض کے لئے وہ ہر ممکن طریق سے اخراجات میں کفایت کر لیا کرتے تھے

۱۰

۱۰۰ سو روپیہ انعام

ایک دفعہ حضرت منشی صاحب کو ایک سو روپیہ انعام ملا۔ ان کا ایک بھائی درزی کا کام کرتا تھا۔ اسے بلا کر فرمانے لگے کہ ایک روپے میں دو کرتے بنا دو اس نے کہا کہ منشی جی یہ تو مشکل ہے۔ فرمایا کہ میں تو ایک روپے سے زیادہ خرچ نہیں کر سکتا۔ تب اس نے کہا کہ اچھا میں کوشش کروں گا۔

باقی ننانوے روپے حضرت اقدس کی خدمت میں بھیج دیئے۔

۱۱

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو منشی اروڑے خاں سے محبت

حضور علیہ السلام کو بھی منشی اروڑے خان صاحب سے بڑی محبت تھی۔ جب حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کا نکاح ہوا۔ اسدن منشی صاحب کپورتھلہ آئے ہوئے تھے۔ منبر کے متعلق بعض احباب کی رائے تھی۔ کہ منبر دروازے کے در میں رکھا جائے۔ بعض کا خیال تھا مسجد اقصیٰ کے صحن میں رکھا جائے۔ آخر مسجد کے صحن میں رکھا گیا۔ منشی صاحب بھی منبر کے پاس بیٹھے تھے۔ ابھی حضور سے ملے نہیں تھے۔ حضورؑ نے منبر پر چڑھتے وقت منشی صاحب کو دیکھ لیا۔ فرمانے لگے:۔

"اچھا منشی صاحب آپ آگئے! آؤ مصافحہ تو کر لیں" اور صرف اسوقت منشی صاحب سے ہی مصافحہ کیا۔ اس سے اس خاص محبت کا پتہ چلتا ہے۔ جو حضور کو منشی صاحب سے تھی۔

۱۲

حضورؑ نے کھانا بٹالہ بھجوا دیا

ایک اور واقعہ جو حضورؑ کا اپنے خدام سے محبت کا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ایکدفعہ حضرت منشی اروڑے خان صاحب اور حضرت منشی محمد خان صاحب اور خاکسار عزیز الرحمان قادیان حاضر ہوئے جب واپس جانے لگے تو حضور سے اجازت چاہی تو حضور نے فرمایا کہ کھانا پک رہا ہے کھا کر جانا۔ ساتھ ہی حضور ہم کو اندر لے گئے اور کھانا پکتا ہوا دکھایا۔ وہاں سے ہم مہمان خانہ آگئے۔ جہاں ہمارے لئے لنگر خانہ سے کھانا آگیا۔ ہم نے وہ کھانا کھا لیا۔ چونکہ ہم نے اجازت تو لے ہی لی ہوئی تھی۔ اسلئے ہم کھانا کھا کر چل پڑے۔ بٹالہ پہنچکر جب ہم نے ٹکٹ خرید لئے اور ریل میں بھی بیٹھ گئے۔ تو ہم نے دیکھا کہ ایک شخص ایک یکہ کو بڑی تیزی سے دوڑائے ہوئے آ رہا ہے۔ چنانچہ وہ آدمی آیا۔ اور ہم سے کہنے لگا کہ تم کو کہا تھا کہ کھانا کھا کر جانا۔ تم ویسے ہی چلے آئے یہ کھانا حضرت اقدس نے بھجوایا ہے۔

چنانچہ ہم نے اس سے وہ کھانا جس میں پلاؤ وغیرہ شامل تھا لے کر رکھ لیا۔

۱۳

معجزہ کی تعریف

ایک دفعہ منشی محمد اروڑے خان صاحب نے کرتارپور کے اسٹیشن پر حضرت اقدس سے پوچھا کہ حضور معجزہ کسے کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا:۔ منشی جی! معجزہ کی ایسی مثال ہے کہ گرمی شدید پڑ رہی ہو۔ ایک پیر کے مرید ہوں۔ وہ مرید اپنے پیر سے کہیں کہ دعا کرو کہ ٹھنڈی ہوا چل جائے۔ وہ دعا کرے۔ اور پھر اس کے بعد ٹھنڈی ہوا ابھی چل پڑے اس سے مریدوں کا تو ایمان بڑھتا ہے کہ ہمارے پیر نے دعا کی اور ٹھنڈی ہوا چل گئی۔ مگر مخالف اس پر اعتراض کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ہوا کا کام تو چلنا ہی ہے یہ کیا معجزہ ہے۔ معجزہ کی مثال ایسی ہی ہے"

(۱۴)

آخرت کا مکان

ایک دفعہ حضرت منشی اروڑے خان صاحب کے مکان کی دیوار گرنے لگی۔ تو میں نے عرض کیا کہ منشی جی جلدی دیوار بناؤ۔ نہیں تو گر جائیگی آپ فرمانے لگے کہ گرتی ہے تو گرنے دو میرا مکان وہاں تیار ہو رہا ہے۔ جو لوگ چار چار روپے کے گھسیارے ہیں ان کے مکان بھی دو دو تین تین منزل کے پختہ ہیں میرا مکان تو وہاں تیار ہو رہا ہے مجھے ضرورت نہیں۔

(۱۵)

دوائی سے نفرت

آپ ہجرت کرکے قادیان آگئے تو آپ کی یہ حالت ہوگئی تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد اس دنیا سے نفرت کرنے لگ گئے تھے۔ اور جب کبھی بیمار ہوتے۔ تو دوائی نہیں پیتے تھے اور فرماتے تھے۔

مجھے مرنے دو

موت کے نام سے ان کو ایک قسم کی خوشی محسوس ہوتی۔ کیونکہ ان کو یقین تھا کہ موت کے بعد ہی اپنے محبوب سے مل سکیں گے۔

۱۶

حضرت مسیح موعودؑ کے قریب دفن ہونے کی خواہش

اپنی وفات سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی خدمت میں عرض کیا کہ جہاں مجھے دفن کرنا ہے۔ وہ جگہ مجھے دکھا دو۔ مجھے لوگوں پر اعتبار نہیں خدا جانے کہاں دفن کردیں۔ حضور نے فرمایا منشی صاحب آپ تسلی رکھیں کبھی ایسا نہیں ہوگا۔ حضرت صاحب کے اس فرمانے سے آپ بہت خوش ہوئے۔

فاروق کا خطبات نمبر

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ نے جو تین خطبے متواتر تین جمعوں میں احرار و گورنمنٹ کے متعلق تمام احمدی افراد کو مخاطب کرکے فرمائے ہیں ان کو ایک جگہ فاروق نے شائع کردیا ہے۔ تاکہ ہر احمدی دوست کو ان سب سے واقفیت ہو جائے۔ ساتھ ہی احرار کے جلسہ کے صدر عطاء اللہ بخاری اور ظفر علی وغیرہ کی وہ اشتعال انگیز تقریریں بھی نقل کردی ہیں جو انھوں نے احرار کے جلسہ میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف بیان کی ہیں یہ مجموعہ پانسو کی تعداد میں باقی رہا ہے۔ ہر ایک احمدی بحساب چار آنے فی پرچے کے حساب سے جس قدر پرچے چاہیں پتہ ذیل سے منگوالیں اور ہر ایک احمدی اس کو پڑھ لے۔

منیجر فاروق قادیان ضلع گورداسپور

وصایا

نمبر ۴۲۰۱ منکہ منتہی بیگم زوجہ شمس الدین قوم افغان صاحبزادہ۔ عمر تقریباً ستائیس ۲۷ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۹ء ساکن موضع کوٹھہ ڈاکخانہ خاص تحصیل صوابی ضلع پشاور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۷/۵/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ حق مہر مبلغ ایکہزار روپیہ جس میں سے ایک سو پچاس روپیہ ابھی میرے خاوند کے ذمہ بقایا ہے۔ اس کے علاوہ مبلغ سات سو روپیہ بصورت زیور و نقد میرا اپنا ہے۔ اس کل رقم ۱۷۰۰/- روپیہ کا ۱/۱۰ حصہ کی وصیت جو ۱۷۰/- روپے ہوتے ہیں خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کردیجائیگی۔ میں یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہوں کہ جو موجودہ جائیداد کے علاوہ جو بوقت مرنے کے ثابت ہو اس کی بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط المرقوم ۱۷ر اگست ۱۹۳۴ء

العبد منتہی بیگم بقلم خود۔

گواہ شد:۔ کاتب وصیت شمس الدین احمدی خاوند موصیہ پولیٹیکل کلرک لنڈی کوتل

گواہ شد یوسف علی آفیسر زنمشی پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ لنڈی کوتل بقلم خود۔

نمبر ۴۱۸۲ مسماۃ ظہور النساء بیگم زوجہ مستری قادر بخش شیخ صدیقی ساکن قادیان عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت یاد نہیں قریباً ۲۱ سال ہوئے بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۵/۳۴ ۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔ میری جائداد از قسم زیور و مہر قیمتی پانصد روپیہ کا ہے اس جائداد کا ۱/۱۰ حصہ بنام صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہوں۔ جس قدر قیمت اس جائداد کی اپنی زندگی میں داخل کروں وہ منہا تصور ہوگی۔ میرے مرنے پر کوئی اور جائیداد یا روپیہ ثابت ہوگی تو اس کے بھی اسیقدر حصہ پر یہ وصیت حاوی ہوگی۔

العبد ظہور النساء بیگم صاحبہ نشان انگوٹھا

گواہ شد:۔ محمد اسمٰعیل صدیقی قادیان

گواہ شد:۔ فضل حسین مینیجر بک ڈپو قادیان ۲۰/۵/۳۴

نمبر ۳۹۷۲ مسماۃ امیر بیگم زوجہ ولی محمد قوم سید پیشہ تجارت عمر ۳۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۸ء ساکن ملود ڈاکخانہ خاص تحصیل و ضلع لدھیانہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۲/۴/۳۴ ۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اسوقت حق مہر اور زیورات مالیتی یک صد روپیہ کی جائداد ہے۔ لہذا میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں اگر میں کوئی رقم حصہ جائداد کی جو اوپر لکھی گئی ہے اپنی زندگی میں داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے کرونگی تو اس کی رسید لونگی۔ اور وہ رقم اصل مذکورہ وصیت کردہ رقم سے منہا تصور ہوگی۔ میرے مرنے کے وقت جو بھی جائداد متروکہ ہو۔ اس کے سوا ثابت ہوگی تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط

العبد امیر بیگم اہلیہ ولی محمد نشان انگوٹھہ

گواہ شد سید محمد علی شاہ انسپکٹر بیت المال

گواہ شد:۔ ولی محمد خان موصیہ نشان انگوٹھہ

گواہ شد:۔ امام شاہ بقلم خود

نمبر ۳۹۵۲ مسماۃ عظیم بی بی زوجہ پیر محمد قوم ارائیں عمر ۷۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۲ء ساکن ننگل باغباناں ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۷/۵/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری وفات پر جو میرا متروکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد وصیت کی مد میں داخل کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ زیورات و مہر مبلغ ۱۰۰/- روپیہ

العبد عظیم بی بی موصیہ نشان انگوٹھا

گواہ شد:۔ پیر محمد خاوند موصیہ و پسر موصیہ

گواہ شد۔ برکت علی احمدی ننگل باغباناں

(اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمود احمد عرفانی پرنٹر و پبلشر چھپکر دفتر اخبار الحکم واقع تراب منزل الحکم سٹریٹ قادیان سے شائع ہوا)